www.novelsclubb.com
سفید
سیاہ
از قلم تحریم صدیقی
:novelsclubb
03257121842
read with laiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سیاہ سفید

از قلم

تحریم صدیقی

www.novelsclubb.com

سیاہ سفید

از قلم تحریم صدیقی

قسط ۱۲

لاؤنج سے چائے کے برتن سمیٹ دیے گئے تھے۔ رفعت بی اور یوسف جہانگیر اپنے بچوں کے ساتھ صوفوں پر بیٹھے تھے۔ نرم گرم ہنسی، قہقہے اور چھیڑ خانی اس محفل کا خاصا تھے۔ نتاشہ اس سب سے خاصی لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اس کے برعکس مرتاض اپنے بھائی اور ہونے والے سالے سے خاصا چڑ چکا تھا۔

"مت پوچھیں نتاشہ۔ بھائی کو شادی کے لیے رضامند کرنے کے لیے کس قدر پاپڑ بیلنے پڑے ہیں۔" ابراج نے عادتاً اپنے بھائی کو تپانے کے لیے بات شروع کی۔

"جانے کتنی لڑکیوں کے لیے دادی نے مصنوعی پسندیدگی کے پرچار کیے۔ لیکن ہمارے بھائی کو کوئی پسند ہی نہیں آ رہی تھی۔ مگر آپ کے لیے بغیر کسی حیل و حجت کے مان گئے۔ مجھے یقین ہے اگر آج دادی نہ بھی آتیں تو مرتاض صاحب اپنا رشتہ

خود لے آتے۔" اُس کی بات پر سب بے اختیار قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئے۔

مرتاض دانت پیستا رہ گیا۔ آج کے بعد وہ ابراج کو نتاشہ کے گھر کبھی نہیں لائے گا۔

یہ فیصلہ وہ کر چکا تھا۔

"اس کے بعد تم نے کوئی بھیس فضول بات کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"

انگارے چباتے ہوئے تنبیہ کی گئی۔

"میں نے کوئی فضول بات نہیں کی۔" وہ مسکراتے ہوئے انجان بنا۔ مرتاض کا بس

چلتا تو اپنے اکلوتے بھائی کی گردن مروڑ دیتا۔

"ویسے مرتاض بھائی، ہمارے گھر موتیے کے پھول آئے تھے۔ اگر آپ کو یاد

ہو۔" حمدان نے اپنا حصہ ڈالا۔

"تو، اس میں ایسی کیا بات ہے؟" وہی ازلی سنجیدہ انداز۔

"ہاں خاص بات تو نہیں ہے۔ میری بہن کے لیے بہت سے لوگ پھول بجھواتے

رہتے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ایک پروپوزل آیا تھا تو ڈھیروں گلاب ساتھ آئے

تھے۔" کندھے اچکاتے ہوئے وہ قدرے بے فکر لگا۔ نتاشہ نے ہونٹوں پر اُمڈتی مسکراہٹ دبائی۔

مرتاض سیدھا ہو بیٹھا۔ "کس کا پرپوزل تھا؟" لہجہ حددرجہ سرسری رکھنے کی کوشش کی گئی۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے۔ جس مرضی کا پرپوزل ہو۔" ابراج نے ٹھوکا دیا اور مرتاض تلملاتے ہوئے اُس کی طرف مڑا۔

"تم زیادہ معصوم بننے کے ڈرامے نہ کرو۔ ورنہ سارے کس بل یہیں نکال دوں گا۔" سرگوشی کے انداز میں وارن کیا گیا۔

"آپ دونوں بھائیوں نے لڑنا ہی تھا تو گھر پر ہی رہ لیتے۔" حمدان نے مزے سے لقمہ دیا۔

''اگر مجھے معلوم ہوتا، رشتہ مانگتے ہوئے اتنی خواری ہوتی ہے تو میں گھر ہی رہ لیتا۔'' یہ تبصرہ مرتاض نے کیا تھا۔ ویسے بھی دو چھوٹے بھائیوں نے اُس کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ نہ وہ نتاشہ سے بات کر پا رہا تھا۔ نہ کچھ اور۔

''پھر تم گھر ہی رہتے۔ یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟'' وہ برا مان گئی تھی۔

''آپ کے لیے آیا ہوں۔'' نرمی سے بتایا گیا۔ آہ وہ اس لڑکی سے ہر گز برے طریقے سے بات نہیں کر سکتا تھا۔

''میرے لیے آئے ہو تو مسکراؤ۔ ایسے جلے کٹے کیوں بیٹھے ہو؟''

''کیونکہ میں آپ کے لیے آیا ہوں۔ لیکن مجھے آپ سے بات کرنے کا کوئی موقع نہیں مل رہا۔'' انتہائی فرسٹریشن سے کہا گیا۔

''یہ بات تم پہلے بھی کہہ سکتے تھے۔'' انداز ہلکا پھلکا تھا۔

''آپ کو ان دونوں سے فرصت ملتی تو میری سنتی نہ۔'' معصوم سا شکوہ۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔

www.novelsclubb.com

''نتاشہ تم اپنے اس بزنس پارٹنر کو ٹیرس پر لے جاؤ۔ اچھا ہے اکیلے میں کچھ بات ہو جائے گی۔''یوسف صاحب مسکراہٹ دباتے ہوئے بولے۔

''ہاں بھئی نتاشہ جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو میرا پوتا روہانسا ہو کر رونا شروع کر دے۔''

رفعت بی کے تبصرے پر سب کے چہروں پر ہنسی امڈ آئی۔ لیکن مرتاض کی شکل دیکھ کر چپ رہے۔

''چلیں پھر؟''وہ اُٹھتے ہوئے نرمی سے بولی۔ وہ بھی اُٹھ کھڑا ہوا۔

''ہم بھی ساتھ چلیں؟''دو معصوم بھائیوں نے نہایت معصومیت سے پوچھا تھا۔

''ہر گز نہیں۔''غرا کر کہا گیا۔

''مذاق کر رہے ہیں یار۔ انہیں سیریئس نہ لو۔ بھلا چھوٹے بھائیوں کو کون سیریئس لیتا ہے۔'' ہلکے پھلکے انداز میں کہتے ہوئے مرتاض کو بازو سے تھامتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ اور وہ اُس کے پیچھے چلتا گیا۔

ٹیرس پر آتے ہی ہوا کی خنکی نے اُس کے اعصاب قدرے پر سکون کر دیے۔ چند لمحے آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لینے کے بعد آنکھیں کھول دیں۔ نتاشہ کی پشت ریلنگ کی طرف تھی۔ جبکہ اس کا چہرہ ریلنگ کی طرف تھا۔اس طرح کے دونوں آمنے سامنے تھے۔

"آپ کو میرا یوں آنا برا تو نہیں لگا؟ مجھے پتا ہے رشتہ لانے سے پہلے مجھے آپ سے پوچھنا چاہیئے تھا۔ لیکن میں انتظار نہیں کر سکا۔ مجھے لگا مزید انتظار کروں گا تو آپ کو کھو دوں گا۔" خاموش رہنے والا انسان بلاوجہ بولنے لگا تھا۔ وہ اپنے کمفرٹ زون کے ساتھ تھا۔

"اتنا مت سوچا کرو لڑکے۔" نرمی سے اُس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ "تم مجھے کبھی نہیں کھو گے۔ میں ایسا ہونے نہیں دوں گی۔"

"وعدہ؟" انتہائی آہستگی سے کہا گیا۔ لیکن اُس کی بھوری آنکھیں بہت چیخ چیخ کر وعدے کے قسم ہونے کا اعلان کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"وعدہ۔" سیاہ آنکھوں نے یقین دہانی کروائی۔ رات کا چاند بھی دو محبت کرنے والوں کے وعدے کا گواہ رہا۔

"کیا بات کرنا چاہتے تھے تم؟"

"کچھ خاص نہیں۔ یونہی۔" اُس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ خاص نہیں کے لیے تم نیچے اس قدر آوازار بیٹھے تھے؟" یہ بات سراسر طنز تھی۔ وہ گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

"تم واحد عورت ہو جو طنز کرتے ہوئے بھی اچھی لگتی ہے۔" پورے دل سے تسلیم کیا گیا۔

"کتنی عورتوں کو جانتے ہو جو تم پر طنز کرتی رہتی ہیں؟" تھی تو وہ ایک عورت ہی۔ اور ہر عورت کی طرح اپنے مطلب کی بات نکال چکی تھی۔

وہ چہرہ جھکائے بے اختیار ہنسا۔ نتاشہ کے ابرو خفگی سے جڑے۔

"میں نے کوئی لطیفہ نہیں سنایا۔"

''تم جیلس ہو رہی ہو نہ میری جان پہچان کی عورتوں سے۔'' مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کیوں جیلس ہونے لگی۔'' پلٹ کر سیدھی ہوئی۔ اب اُس کا رُخ بھی ریلنگ کی طرف تھا۔ ایسے کے وہ مرتاض کے کندھے کے بالکل برابر کھڑی تھی۔

''ویسے تمہیں جیلس ہونے کا حق ہے۔'' سرگوشی سے باور کروایا۔

''مجھے کیوں حق ہے؟'' کڑے تیوروں سے پوچھا۔ ایک تو وہ جیلس ہو رہی تھی۔ اوپر سے اس آدمی کو پتا بھی چل گیا تھا۔ لیکن مجال ہے جو اس آدمی کو عورت کی جیلسی سے ڈیل کرنا آتا ہو۔

''کیونکہ میں اپنے سارے جملہ حقوق تمہارے نام سے کر چکا ہوں۔'' اس ایک جملے نے نتاشہ کا سارا اکڑاپن کہیں ہوا کر دیا۔

''تمہیں پورا حق ہے جیلس ہونے کا۔ خفا ہونے کا۔ سوال کرنے کا۔ ڈانٹنے کا۔ ٹوکنے کا۔ روکنے کا۔۔۔ لیکن۔۔'' اُس کے کندھے سے کندھا مس کرتے

www.novelsclubb.com

ہوئے لہجے میں ساری محبت سموئے وہ بولا۔ نتاشہ گنگ رہ گئی۔ یہ آدمی محبت دکھانے پر آتا تھا تو یونہی الفاظ چھین لیتا تھا۔ اور وہ ایسے ہی بے یقین رہ جاتی تھی۔

"لیکن کیا۔۔" نظریں اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ایک حق تمہیں نہیں ہے۔ مجھ سے دور جانے کا۔" ایک بار پھر یہ روکھا سوکھا بزنس مین نتاشہ کو لاجواب کر چکا تھا۔ وہ یونہی اُسے دیکھتی رہ گئی۔ بغیر پلک جھپکے۔ سانس روکے۔ یونہی سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں والے مرد کو دیکھتی رہیں۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

"یہی کہ تم میری کس نیکی کا صلہ ہو۔"

اب لاجواب ہونے کی باری مرتاض کی تھی۔ وہ چند لفظوں میں اُسے خاموش کروانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم میری کسی نیکی کا صلہ نہیں ہو۔میں اتنی نیک تو نہیں ہوں کہ تمہارے جیسی کوئی خاص نیکی کی ہو۔مجھے یقین ہے تم مجھ پر میرے رب کی رحمت ہو۔خاص رحمت۔"

اگر پہلے جملے نے مرتاض کو لاجواب کیا تھا۔تو اس وضاحت نے اُس کی قوتِ گویائی سلب کر لی تھی۔بھلا کرسڈ انسان بھی کسی کے لیے رحمت ہو سکتا تھا۔

"تمہیں سچ میں لگتا ہے مجھ جیسا انسان رحمت ہو سکتا ہے؟" ایسے پوچھا جیسے سچ میں متجسس ہو۔اپنے بارے میں جاننے کے لیے۔

"ہاں۔رحمت یعنی اللہ کی مہربانی۔اور تم میرے کرائسس میں میرے لیے مہربانی بن کر آئے ہو۔نفرتوں کی جنگ میں میرے لیے محبت کا پیغام بن کر آئے ہو۔"

"تم مجھے اوور-ایسٹیمیٹ کر رہی ہو۔" جانے کیوں آواز بھرا گئی۔وہ اتنا کمزور تو نہیں تھا۔

''میں تمہیں تمہاری ویلیو بتارہی ہو۔ تم خود کو انڈر-ایسٹیمیٹ کررہے ہو۔'' نتاشہ نے اپنا سر اُس کے بازو پر ٹکادیا۔اور اس لمحے مرتاض کو لگا اُس کی ویلیو ہزار گنا بڑھ گئی۔

محبوب عورت مرد کے بازو سے سر ٹکائے کھڑی ہو تو کیسے ممکن ہے مرد خود کو قیمتی نہ سمجھے۔

''آپ میری عادتیں بگاڑرہی ہیں۔'' مان بھرا شکوہ۔وہ جب بھی نتاشہ کی محبت سے بے بس ہوتا تھا تو اُسے آپ کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔

''تم بگڑنا نہیں چاہتے؟'' نرمی سے پوچھا۔

''بگاڑنے والی نتاشہ یوسف ہو تو ہم دل و جان سے بگڑنے کو تیار ہیں۔'' سر تسلیمِ خم کیا۔وہ پورے دل سے اس لڑکی کے سامنے خود کو ہار چکا تھا۔

نتاشہ نے سرشاری سے مسکراتے ہوئے اُس کا بازو تھام لیا۔اب وہ مزید کچھ کہہ رہی تھی۔مرتاض پوری توجہ سے سُن رہا تھا۔چودھویں کا چاند اپنی تمام تر چاندنی

www.novelsclubb.com

کے ہمراہ ان دو محبت کرنے والوں کی محبت پر مسکرا کے بادلوں کی اوٹ میں چھپنے لگا۔تارے مزید روشن ہو گئے۔رات کا اندھیرا محبت کے رنگ میں رنگنے لگا۔

--------★--------

کچھ لوگوں کے لیے آج کی رات کا رنگ بہت سیاہ تھا۔خوفناک حد تک سیاہ۔ایسا جو روح تک سیاہی گھول دے۔انہیں لوگوں میں سے ایک شہریار آفندی تھا۔جو اپنے ٹیرس کے کونے میں ٹھنڈے فرش پر بیٹھا تھا۔آنکھیں خون رنگ ہو رہی تھی۔ جیسے خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے ہوں۔ہونٹ ٹھنڈی ہوا سے نیلے پڑ رہے تھے۔

ننگے پیروں کے پاس سگریٹ کی ڈھیروں راکھ تھی۔نیچے گرے ہاتھ میں دبی سگریٹ انگلیاں جلانے لگی تھی۔لیکن وہ بے نیاز تھا۔

محبت جب ریت کی طرح ہاتھ سے نکل جائے تو ہاتھ جلنے کی تکلیف بھی دل جلنے کے برابر نہیں ہو سکتی۔سگریٹ یونہی جلتی رہی۔یہاں تک کے اُس کی انگلیوں کو

داغدار کر کے راکھ ہو گئی۔ بالکل شہریار کے دل کی طرح۔ وہ نتاشہ کے لیے خاک ہو رہا تھا۔

ٹیرس پر ہیلز کی ٹِک ٹِک اُبھری۔ نیلی آنکھوں نے بے ساختہ آواز کی جانب دیکھا۔ پھر مایوسی اور حسرت لیے پلٹ گئیں۔ ہیلز کی آواز قریب آگئی۔ شال میں لپٹی صباحت شہریار کے سامنے گھٹنوں کے بل آ بیٹھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" دھیرے سے پوچھا۔ جواب ندارد۔

"میں نے غلط سوال کر دیا۔ تمہارا دل ٹھیک ہے؟" پھر پوچھا۔ شہریار ساکن تھا۔ ٹھہرے ہوئے پانی کی مانند۔

www.novelsclubb.com

"نتاشہ نے تم سے کچھ کہا ہے؟" اُس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

اس نام پر نیلی آنکھیں اُٹھیں۔ سمندر جیسا نیلا رنگ اپنے اندر طوفان لیے تھا۔

"وہ کہتی ہے وہ مجھ سے مووآن کر چکی ہے۔" یہ بات اُس نے بہت تکلیف سے کہی تھی۔ نتاشہ کی کہی باتیں دہرانے پر پھر سے زخم نئی طرح سے رِسنے لگتے تھے۔

"جب میں اُس سے آگے نہیں بڑھ سکا تو وہ کیسے بڑھ گئی۔ وہ اتنا آگے بڑھ گئی ہے کہ میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں۔ اتنا پیچھے کہ اب میں اُس کو نظر نہیں آتا۔ وہ میری طرف دیکھتی بھی نہیں ہے۔"

ضبط کے سارے بندھن ایک ساتھ ٹوٹے تھے۔ وہ ہچکیوں سے رونے لگا۔ اور زندگی میں پہلی بار صباحت نے اپنے بیٹے کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔ جو بھی تھا شہریار اُن کے لیے سگا بیٹا ہی تھا۔ اُس کی تکلیف پر صباحت کو اتنا ہی دکھ ہوتا تھا جتنا اگر عائلہ زندہ ہوتی تو محسوس کرتی۔

"وہ میری کیوں نہیں ہو سکتی؟ کیوں؟" وہ بے اختیار ہوتا صباحت کے ہاتھ پکڑے روتا گیا۔

"وہ شادی کر رہی ہے یار۔ وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔ وہ کسی دوسرے مرد سے شادی کیسے کر سکتی ہے۔ وہ مرتاض سے شادی کیسے کر سکتی ہے۔" سانس اٹک رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ صباحت کی شال اُس کی تھوڑی سے نیچے گرتے آنسوؤں سے بھیگنے لگی۔

"تم اُسے بھول جاؤ شہریار۔ بھول جاؤ نتاشہ کو۔ وہ تمہارے لیے نہیں ہے۔" وہ صرف یہی کہہ سکیں۔

"کتنا آسان ہے نہ کسی زندہ شخص سے یہ کہنا وہ زندگی کو بھول جائے۔" وہ بے بسی سے چیخ پڑا۔ "نہیں بھول سکتا۔ وہ صرف ایک عورت نہیں ہے۔ وہ نتاشہ ہے۔ میری دوست، میری محبت، میرا گھر ہے وہ۔"

"اُس نے تمہیں کمزور کر دیا شہریار۔ تم بادشاہت کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ اس خواری کے لیے نہیں۔" وہ اُسے اُس کے انداز میں سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ بھلا محبت کرنے والوں پر بھی کسی نصیحت کا اثر ہوا ہے؟

www.novelsclubb.com

"اُس عورت کے لیے میں ساری بادشاہت چھوڑ سکتا ہوں۔وہ نہیں ہے تو یہ بادشاہت خاک ہے۔شہریار خاک ہے۔سب خاک ہے۔"صباحت کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس کی آنکھیں تکلیف سے دوچار تھیں۔

"وہ ہے تو سب ہے۔نتاشہ مجھے خاص بناتی ہے۔اُس کا ساتھ مجھے بادشاہ بناتا ہے۔"

"یہی تو مسئلہ ہے۔نتاشہ نہیں ہے شہریار۔وہ کبھی تمہارے ساتھ نہیں ہو گی۔"

وہ اُسے جھنجھوڑ کر حقیقت سے روشناس کروا رہی تھیں۔لیکن اُن کے الفاظ۔۔الفاظ نہیں تھے۔سیسہ تھے۔جو شہریار کے کانوں میں انڈیلا گیا تھا۔اُس نے بے دم ہو کر صباحت کی جانب دیکھا۔وہ کس قدر سفاکی سے شہریار کے وجود کو بھسم کر رہی تھیں۔

"عورت جب موو آن کر جائے تو وہ کبھی پیچھے مڑ کے نہیں دیکھتی۔نتاشہ مرتے مر جائے گی مگر تمہاری طرف نہیں آئے گی۔"

www.novelsclubb.com

شہریار کے سینے میں دھڑکتا دل دھڑکنا بھول گیا۔ جیسے کسی نے حلق سے سانس کھینچ لی ہو۔ جیسے کسی نے بیمار سے جینے کی آخری وجہ چھین لی ہو۔

وہ بے دم ہو کر پیچھے ڈھے گیا۔ ٹیرس کی ٹھنڈی دیوار نے اُس کے جسم کو سہارا دے دیا تھا لیکن اُس کے بکھرتے وجود کے لیے کوئی سہارا نہیں تھا۔

"اُسے مجھ پر ترس تو آتا ہو گا نہ۔ مجھے ایسا دیکھ کر شاید اسے ہمدردی ہوتی ہو۔ کیا وہ ترس کھا کر میرے پاس نہیں آسکتی؟" لہجے میں شکست تھی۔ سیاست اور بزنس کے میدان میں فتح کے جھنڈے گاڑنے والا شہریار آفندی محبت میں ہر طرح سے مات ہو گیا تھا۔

"میں نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ وہ نہیں پلٹے گی۔ چاہے دنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے وہ کبھی تمہیں منتخب نہیں کرے گی۔" جانے کیوں وہ اپنے بیٹے کو وہ سب سمجھا رہی تھیں جو وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

"مام اُس سے کہیں وہ مجھے ناپسند مرد سمجھ کر ہی قبول کر لے۔ چاہے ساری زندگی مجھ سے نفرت کرے۔ مگر میرے پاس آجائے۔ پلیز اُس کو منالیں۔ پلیز مجھے نتاشہ سے دور نہیں جانا۔۔" آنکھوں پر ہاتھ رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا۔ اکتیس سالہ مرد اپنی محبت کے لیے بے بسی سے رو رہا تھا۔ محبت نے اُسے چارو شانے چت کیا تھا۔

"کچھ لوگ ہمارے نصیب میں نہیں ہوتے شہریار۔ چاہے ہم اُن کے لیے خاک ہو جائیں یا فنا ہو جائیں۔ وہ لوگ ہمیں نہیں مل سکتے۔" یہ کہتے ہوئے چند آنسو اُن کی آنکھوں سے گرے۔ وہ نرمی سے شہریار کو سہلانے لگیں۔

www.novelsclubb.com

"نصیب کیا اتنا ضروری ہوتا ہے؟"

"دیکھو بیٹے۔ جو چیزیں نصیب میں ہو وہ مل کر ہی رہتی ہیں۔ جیسے اسرار کو عائلہ سے ہو کر مجھ تک آنا تھا۔ نتاشہ کو تم سے ہو کر مرتاض تک جانا تھا۔ وہ مرتاض کا نصیب ہے۔ اور دوسروں کے نصیب پر نظر نہیں لگاتے۔ ہر انسان کی اپنی مشکلیں

اور اپنا نصیب ہوتا ہے۔ تم نہیں جانتے مرتاض کن مشکلات سے گزر کر نتاشہ تک آیا ہے۔"

اُس کے سر کو آہستگی سے سہلایا۔ وہ ہر لحاظ سے شہریار کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"وہ مرتاض سے ہو کر مجھ تک نہیں آسکتی تھی۔ وہ میرا نصیب نہیں بن سکتی تھی۔" ایک تکلیف تھی جو پورے جسم میں پھیلی تھی۔ اُس کا پور پور دل کی تکلیف سے جل رہا تھا۔

"نصیب کے معاملے میں ہم بے بس ہوتے ہیں۔ یہ غیب کے معاملے ہوتے ہیں۔ انسانوں کے عمل دخل سے تبدیل نہیں ہوتے۔"

"وہ میرے نصیب میں نہیں ہے تو میری زندگی میں کیوں آئی۔ کیوں نصیب نے نتاشہ کو میری زندگی کا محور بنا کر مجھ سے چھین لیا۔" کاش وہ چیخ چیخ کر اس کائنات

www.novelsclubb.com

کے ہر شخص سے یہ سوال کر سکتا۔ لیکن کچھ باتیں صرف کاش تک محدود رہ جاتی ہیں۔

”میرے دادا کہتے تھے جب ہم اپنے رب کو شہہ رگ میں محسوس نہیں کرتے پھر وہ ہمیں وہاں سے محسوس کرواتا ہے جسے ہم شہہ رگ سمجھتے ہیں۔“

”میرے لیے محبت شہہ رگ ہے۔“ وہ بے اختیاری سے بولا۔ یہ سچ تھا۔ شہریار آفندی کے لیے اگر کچھ اہم تھا تو وہ نتاشہ سے کی گئی محبت تھی۔ بھلے وہ اس کا برملا اظہار نہ کرتا۔

”دیکھو تم نے کیسے محبت کو سب پر فوقیت دی۔ اور تمہارے رب نے تمہیں تمہاری محبت سے ایسی چوٹ لگائی ہے کہ تمہارے پاس اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں بچی۔“ اُن کی آواز بھیگی تھی۔ وہ جانتی تھی یہ باتیں شہریار کو تکلیف دے رہی تھیں۔ لیکن یہی وقت تھا اُسے صحیح بتانے کا۔

www.novelsclubb.com

"بات یہ ہے کہ وہ مجھے نہیں ملے گی۔ کبھی نہیں ملے گی۔" یہ اعتراف کرتے ہوئے سینے میں شدید تکلیف کی لہر اُٹھی تھی۔ لمحے بھر میں پورا جسم تکلیف میں جکڑ چکا تھا۔

"نتاشہ میرے نصیب میں نہیں ہے۔۔" دوسرا اعتراف کرتے ہوئے اُس نے سختی سے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا۔ تکلیف کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔

"وہ میری خاص محبت ہے۔ وہ نہیں تو کوئی نہیں۔۔" درد کی لہر پھر سے اُٹھی اور وہ دہرا کر صباحت کے کندھے سے ٹکراتا نیچے گر گیا تھا۔

"شہریار۔" وہ بدحواس ہو کر چیخی تھیں۔ ہذیانی انداز میں اُسے جھنجھوڑتے ہوئے وہ مسلسل اُس کا نام پکار رہی تھیں۔ مگر بے جان پڑتے وجود میں کوئی جنبش تک نہ تھی۔

وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اُترنے لگیں۔ اُنہیں اسرار کو بلانا تھا۔ پیچھے ٹھنڈے فرش پر پڑا اُس کا جسم بے جان ہونے لگا۔

www.novelsclubb.com

------★--------

جانے رات کے کس پہر سب لوگ حیدر وِلا واپس آئے تھے۔چہروں پر مسرت تھی۔دل مطمئن تھا مگر جسم تھک چکے تھے۔آتے ساتھ ہی سب اپنے کمروں میں چل دیے۔

اپنے بیڈ پر لیٹتے ہی مرتاض نے تکیے کے نیچے سے نتاشہ کے دیے دونوں رومال نکالے۔جانے کب سے وہ ان دونوں کو کسی قیمتی متاع کی طرح اپنے بہت پاس رکھنے لگا تھا۔نتاشہ سے دور جانا جان لیوا تھا۔اس لیے وہ اُس کی چیزیں اور یادیں سب سے سنبھال کر رکھنا چاہتا تھا۔خیر اب تو دور جانے کا سوال ہی نہیں تھا۔

اُس نے مطمئن انداز سے وہ رومال چہرے کے قریب کیا۔نتاشہ کے پرفیوم کی خوشبو اُس کے ذہن کو معطر کر گئی۔پچھلے کچھ عرصے سے جب بھی بے خوابی اُسے ستاتی تھی وہ یہی کرتا تھا۔اور نتاشہ کی خوشبو ناقابل یقین حد تک اُسے پرسکون کر دیتی تھی۔اتنا کہ وہ سو جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر اُس نے دھیرے سے وہ دونوں رومال باری باری اپنے دونوں ہاتھوں پر لپیٹ لیے۔ ایسا محسوس ہوا جیسے بچپن کے جلے پر مرہم رکھ دیا گیا ہو۔ جس کی تاثیر روح تک گئی ہو۔

تبھی اُس کے موبائل کی میسج ٹون بجی۔ اس وقت کون ہو سکتا تھا؟ اُس نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر سکرین آن کی۔

"سو گئے ہو؟" نتاشہ کا میسج تھا۔ مرتاض کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"آپ کے لیے ہزار نیندیں قربان ہیں۔ حکم کریں۔" ریپلائی ٹائپ کر کے بھیج دیا۔ بلیو ٹِک ہونے کے بعد کافی دیر تک چیٹ کے کونے میں تین نقطے چھپن چھپائی کرتے رہے۔ وہ یقیناً بار بار لکھ کر مٹا رہی تھی۔ اور پھر اُس کا جواب آ گیا۔

"جب تم ایسے بات کرتے ہو سیدھا دل پہ لگتے ہو۔" یہ پڑھتے ہوئے وہ قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔ خاموشی کے باعث اُس کی آواز گونجی تھی۔ اور اگلے کمرے میں موجود ابراج نے بخوبی سنی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تھوڑا ایم نہیں ہو گیا؟" ہنستے ہوئے ٹائپ کیا۔

"وہ محبت ہی کیا جس میں تھوڑا ایم پنا نہ ہو۔" جواب فوراً آیا تھا۔ وہ دل کھول کے ہنستا گیا۔

"صرف یہی کہنے کے لیے میسج کیا تھا؟"

"نہیں۔ میں سوچ رہی ہوں شادی کی تاریخ دو مہینے بعد کی رکھ لیں۔ بتاؤ کیا خیال ہے؟" نتاشہ کے اگلے میسج پر اُس کی ہنسی تھمی۔ دو مہینے۔ یعنی ساٹھ دن۔ اتنا لمبا عرصہ۔ اُففف۔

"یہ ظلم مت کریں۔" گھبرا کر ریپلائی دیا۔

"میں نے عمر قید تھوڑی سنائی ہے جو ظلم ہو گیا۔" دوسری طرف سے فوری جواب آیا تھا۔

"یہ دو مہینوں کا انتظار میرے لیے عمر قید سے کم نہیں۔" دہائی دی۔ میسج پڑھتے ہوئے وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

www.novelsclubb.com

”اتنا زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔لوگ تو بات پکی اور شادی میں جانے کتنے سالوں کا وقفہ لیتے ہیں۔“ ہنستے ہوئے ٹائپ کیا۔

ایک پل لگا۔ سینڈ کا بٹن دبایا۔نیلے ٹِک نظر آئے اور اگلے ہی پل۔ نتاشہ کی موبائل سکرین پر مرتاض کی کال آنے لگی۔اُس کی ہنسی میں مزید اضافہ ہوا۔

کال اٹینڈ کرتے ہوئے بھی وہ دل کھول کر ہنس رہی تھی۔دوسری طرف مرتاض کی سماعت میں ہمیشہ کی طرح یہ ہنسی کسی حسین دُھن کی طرح گھلتے ہوئے اُس کے پورے وجود کو سرشار کر گئی۔

”یونہی ہنستی رہیں گی تو دو مہینے کیا دو سال کے گیپ پر بھی مان جاؤں گا۔“ اس قدر محبت سے یہ جملہ کہا گیا کہ وہ اپنی جگہ ٹھہر گئی۔اُفف اس شخص کا لہجہ نتاشہ جیسی عورت کو مات کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔

”اتنی محبت سے کہو گے تو شاید میں ہنس بھی نہ سکوں۔“ نہایت سنجیدگی سے بولی۔

کچھ پل یونہی دونوں خاموش رہے۔ایک ہنسنے کے انتظار میں۔دوسرا بولنے کے انتظار میں۔ پھراس خاموشی کو نتاشہ کی دھیمی مگر سنجیدہ سی آواز نے توڑا۔

''مجھے لگنے لگا ہے تمہاری اس قدر محبت میں ڈیزرو نہیں کرتی۔ تم اپنے جیسا پارٹنر ڈیزرو کرتے ہو۔سراپا محبت۔ قابل احترام اور۔۔۔''

''مزید کچھ مت کہیئے گا۔''التجائی انداز میں وہ اُس کی بات کاٹ گیا۔''یہ سب کہہ کر آپ میری محبت کی توہین کر رہی ہیں۔''

''میں کیا ڈیزرو کرتا ہوں کیا نہیں۔اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔آپ نہیں۔اور رہی بات میری اتنی محبت کی تو۔۔میری محبت آپ کے ہونے سے ہے نتاشہ۔کسی دوسرے کے لیے نہ کبھی یہ محبت تھی نہ ہو گی۔میرے سارے جذبے صرف آپ سے منسوب ہیں۔مرتاض حیدر پورے کا پورا صرف نتاشہ یوسف سے منسوب ہے۔''

اُس کے انداز میں ایک استحکام تھا۔ نتاشہ مرعوب ہوئی۔اور مشکور بھی۔ یا شاید احسان مند بھی۔ بہت سے جذبے تھے جو آج وہ بیک وقت محسوس کر رہی تھی۔

"شکریہ۔ مجھ سے محبت کرنے کے لیے۔" احساسِ تشکر غالب آنے لگا۔

"اونہوں۔ آپ نے ہی کہا تھا محبتوں کے لیے شکریہ نہیں کرتے۔" اس نرم سا ٹوکنے پر وہ ہولے سے ہنس پڑی۔

"مجھے معلوم نہیں تھا تم میری ہر بات اتنے غور سے سنتے ہو۔"

"آپ کی ہر بات میرے لیے اہم ہے۔" اُس کے لہجے میں اتنا احترام تھا کہ وہ پل بھر میں معتبر ہو گئی۔

"شادی سے پہلے ہی تم مجھے اس قدر لاجواب کر رہے ہو کہ مجھے ڈر ہے شادی کے بعد میں شاید تمہارے آگے بچھی بچھی جا رہی ہوں گی۔ اور لوگ پہلا کپل دیکھے گے جہاں بیوی شوہر مرید ہو گی۔" آخر میں اُس کے انداز میں بے بسی واضح ہوئی تھی۔ مرتاض کا قہقہہ بے اختیار تھا۔ اُسے امید نہیں تھی نتاشہ ایسی بات کہے گی۔

"اب تم مجھ پر ہنسو گے؟" وہ تھوڑی روہانسی ہوئی اور مرتاض کے ہنسنے میں تیزی آگئی۔

"میں تم سے بات ہی نہیں کر رہی۔۔"

"نتاشہ کال ڈسکینیکٹ مت کرنا۔" وہ فوراً سے پہلے بولا۔

"ایک شرط پر۔ تم اب میری کسی بات پر نہیں ہنسو گے۔"

"منظور ہے۔"

"اگر ہنسے تو میں تمہیں بلاک کر دوں گی۔ اور شادی کو بھول جانا پھر۔" واہ کیا انداز تھا۔ کس قدر رعب سے وہ اُسے دھمکا رہی تھی۔ وہ ہنسی دبا گیا۔

"آپ کے سب ظلم و ستم دل و جان سے منظور ہیں۔ اور کچھ؟"

"کچھ نہیں۔" انداز قطعی تھا۔ ہاں لیکن مرتاض کی بات نے اُس کے دل کے تار چھیڑ دیے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہماری ظالم شہزادی کو اعتراض نہ ہو تو۔۔۔"

"اجازت ہے۔" وہ بھی پھر شہزادیوں کے انداز پر اُتر آئی تھی۔

"شادی کی تاریخ ذرا جلدی نہیں رکھی جاسکتی۔۔؟" بہت محتاط سے انداز میں پوچھا۔

"دو مہینے ویسے ہی جلدی ہے۔"

"محبوب کا شیوہ ہے بے نیاز رہنا۔ لیکن یہ غلام تو ایک لمحے کی دوری پر بھی بے تاب ہو جاتا ہے۔ یہ تو پھر دو مہینوں کا فاصلہ ہے۔ میرے دل کا بے قرار ہونا تو بنتا ہے۔" اُس کا ہر ایک لفظ اُس کے جذبات اور بے قراری کا غمازی تھا۔ وہ بزنس مین جسے اپنے دل کا حال بیان کرنا نہیں آتا تھا آج اسی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر لفظوں کی کڑیاں جوڑ رہا تھا۔

"تم کب سے شاعرانہ باتیں کرنے لگے؟" شہزادی نے بے نیازی سے پوچھا۔

”جب سے یہ دل آپ کا غلام ہوا ہے۔تب سے ہی اس شاعری کا آغاز ہوا ہے۔“

اب ہنسنے کی باری نتاشہ کی تھی۔موبائل کان سے لگائے وہ آزادانہ ہنستی جارہی تھی۔

”یہ غلام تو کال کٹ کرنے کی دھمکی بھی نہیں دے سکتا۔“محبت کی بے بسی تھی۔ اُس کے لفظ لفظ سے جھلکی تھی۔

”یہ رعب اور دھمکی صرف مجھ پر چچتا ہے۔کیوں بزنس پارٹنر؟“

”شہزادی کا شوق سلامت۔غلام کے دل کی خیر ہے۔“

”اس غلام پر شہزادی کے سب شوق وارے جا سکتے ہیں۔“بس ایک جملے سے وہ مرتاض کے مان کو ہزار گنا بڑھا گئی تھی۔

”ایسی باتیں کریں گی تو ساری رات کال کٹ کرنے نہیں دوں گا۔“کیا نہیں تھا اُس کے لہجے میں۔محبت۔شرارت۔مان۔

www.novelsclubb.com

"غلام شہزادیوں کے آگے بولا نہیں کرتے۔" پُراُعتماد سی کہتی وہ اُسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"ہم تو ویسے بھی آپ کے آگے بولنے کی جرأت نہیں رکھتے۔" شکست تسلیم کی گئی۔ دل جھک گیا۔ محبت غالب آئی۔ بندہ نادار مغلوب ہوا۔

"تمہاری باتوں نے ہمیں خوش کیا۔ بتاؤ کب رکھیں شادی کی تاریخ؟"

"ہفتے بعد کی۔" وہ جھٹ سے بولا۔ جیسے اِسی سوال کے انتظار میں ہو۔

"اتنی جلدی نہیں ہو سکتا۔" تجویز رد کی گئی۔

"اب مزید میں انتظار نہیں کر سکتا۔ چاہتا ہوں شرعی اور قانونی طور پر آپ مجھ سے منسلک ہو جائیں۔ میری شریکِ حیات بن کر مجھے معتبر کر دیں۔"

"ٹھیک ہے میں بابا سے بات کروں گی۔" ٹھک سے کال کاٹ دی۔ مرتاض موبائل کی بند ہوتی سکرین دیکھتا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

دوسری طرف وہ باری باری اپنے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ رہی تھی۔ایک لالی تھی جو چہرے پر اُتری تھی۔

'میری شریکِ حیات بن کر مجھے معتبر کر دیں۔' مرتاض کے الفاظ اُس کے کانوں میں گونجے۔وہ مسکرانے لگی۔چہرے کی لالی بڑھ گئی۔کان کی لوئیں سُرخ پڑنے لگیں۔

کتنا حسین تھا یہ محبت کا احساس۔چند لفظ دل کے تار چھیڑنے لگے تھے۔دھڑکن بے ترتیب ہونے لگی تھی۔ایک شخص کے جملے مسکرانے پر مجبور کرنے لگے تھے۔

کتنا حسین تھا یہ احساس۔

www.novelsclubb.com

-------★-------

"شدید ذہنی دباؤ اور پریشانی کے باعث پیشنٹ کو Cardiac arrest ہوا ہے۔ہم انہیں آبزرویشن میں رکھیں گے۔اللہ سے دعا کریں۔سب بہتر ہو گا۔"

آئی-سی-یو سے نکلتے ڈاکٹر نے اسرار اور صباحت کی سماعتوں میں گویا صور پھونکا تھا۔وہ ڈاکٹر تو آگے چلا گیا لیکن وہ دونوں سائیڈ بینچ پر ڈھے گئے۔

"محبت کا غم لے بیٹھا میرے بیٹے کو۔" صباحت بے دردی سے آنکھیں رگڑتے ہوئے کہنے لگیں۔

"محبت کا روگ لگ گیا میرے شہریار کو۔" آنسو تھے کے بھل بھل گرتے جارہے تھے۔تکلیف حد سے سوا تھی۔

"جو تکلیف نصیب میں لکھی ہو اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔" صباحت کے برعکس اسرار پتھر کے تاثرات لیے بیٹھے تھے۔جیسے سب کچھ پراسیس کرنے میں اُنہیں بہت وقت لگنے والا تھا۔

"ساری تکلیفیں میرے بیٹے کے نصیب میں ہی کیوں لکھی ہیں۔" وہ چیخ پڑی تھیں۔پاس سے گزرتی نرس نے اُنہیں سختی سے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

”نصیب کہو یا مظلوم کی بد دعا۔“ اسرار بے بسی سے بولے۔ وہ اُن کا چہرہ دیکھتی رہ گئیں۔

”ہمارے بیٹے نے کس کس کے ساتھ غلط نہیں کیا؟ اپنے مقاصد کے لیے وہ صحیح غلط کا فرق تک بھول گیا تھا۔ کسی کا بیٹا اُٹھوالیا۔ کسی کی بہن بیٹی کا مذاق بنا دیا۔ خدا کی بنائی گئی حدود سے آگے بڑھ گیا تھا شہر یار۔ اور خدا کی بنائی حد سے تجاوز کرنے والوں کے ساتھ یہی ہوتا ہے صباحت بیگم۔“

”اسرار۔۔“ وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتی رہ گئیں۔

”جو لوگ حلال اور حرام کے فرق کو مٹا دیتے ہیں آخر میں اُن کا خدا انہیں اسی طرح اوقات یاد کرواتا ہے۔ شہر یار کا دل اُجڑنا مکافاتِ عمل ہے۔ جس طرح حکومت کی کرسی کی خاطر وہ مہرین کے دل سے کھیلتا رہا ہے۔ میں بھی جانتا ہوں اور تم بھی۔ اپنی راہ ہموار کرنے کے لیے جانے کتنی لڑکیوں سے فلرٹ کر کے اُن کے دل تباہ کر دیے تمہاری بیٹے نے۔ یہ سب اُس کا بویا ہے۔“

www.novelsclubb.com

''مجھے معلوم نہیں تھا آپ اتنے سخت دل ہیں۔'' وہ اُن کا کندھا جھنجھوڑ رہی تھی۔انہیں ہوش میں لا رہی تھیں۔اس وقت انہیں شہریار سے ہمدردی کرنی چاہیئے۔اُس کی مخالفت نہیں۔

''ڈرگ ٹریفیکنگ کے دھندے نے نا جانے کتنے نوجوان بچوں کی زندگیاں اجاڑی ہوں گی۔یہ سب ان لوگوں کی بددعائیں ہیں صباحت بیگم۔یہ صرف شہریار کی سزا نہیں ہے۔ہماری بھی ہے۔ہم نے کبھی اُسے روکا نہیں۔اُس کی محبت میں اُسے بگڑنے دیا۔یہ سب ہماری غلطی ہے صباحت۔۔۔ہم ماں باپ نہیں بن سکے۔ہم صرف تماشائی بنے رہے۔پہلے اپنے بچے کے اعمال کا اب اُن کے نتائج کا۔''آخر میں وہ ہاتھوں میں سر دیے رو پڑے۔

''اُس نے یہ سب نادانی میں کیا تھا۔اس سب کی اتنی بڑی سزا نہیں ملنی چاہیئے میرے بیٹے کو۔'' وہ ماں تھیں۔اولاد کی محبت ان کی فطرت میں تھی۔

''نادانی۔۔'' وہ پھنکارے تھے۔

www.novelsclubb.com

”ہمارا رب تو رحیم ہے نہ۔ پھر کیوں وہ شہریار پر رحم نہیں کرتا۔“ وہ سسکنے لگیں۔

”صباحت بیگم۔۔رحم مانگنا پڑتا ہے۔رحیم کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔ تمہارے خیال میں شہریار نے کبھی رحم کی طلب کی ہو گی؟ وہ صرف طاقت کی آرزو رکھتا تھا۔ رحم جیسا لفظ تو کبھی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔“ اس وقت وہ سفاکی کی حد تک صاف گوئی سے کام لے رہے تھے۔

”جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا، آسمان والا اُس پر رحم نہیں کرتا۔رب سے رحم کی امید رکھنے سے پہلے رب کی مخلوق پر رحم کرنا پڑتا ہے۔“

صباحت تکلیف کے مارے اسرار کے کندھے پر سر ٹکا گئیں۔اس کے سوا وہ کر ہی کیا سکتی تھیں۔ ساری رات وہ آنسو بہاتی رہی۔ جبکہ وہ صبر کے کڑے گھونٹ پیتے رہے۔

صبح کی پو پھٹنے لگی تو بینچ پر بیٹھے دونوں کے جسم اکڑ چکے تھے۔آنکھیں پتھر ہو رہی تھی۔ تھکن پورے جسم پر حاوی تھی۔اس سب کے باوجود دل شہریار میں اٹکا تھا۔ اور اسی دل کے ہاتھوں مجبور وہ ایک پل بھی آنکھ بند نہ کر سکے تھے۔

بیشتر نرسز اور ڈاکٹرز ان دونوں سے بے پرواہ اپنی ڈیوٹی کر رہے تھے۔اُن کے لیے ایسے چہرے دیکھنا روز کا معمول تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کے برابر بینچ پر کوئی آ بیٹھا۔

”نتاشہ۔“صباحت کی لاغر سی آواز ابھری۔

”سب ٹھیک ہو جائے گا آنٹی۔ فکر مت کریں۔ شہریار یہ ہینڈل کر سکتا ہے۔“وہ نرمی سے اُن کا ہاتھ تھپکتے ہوئے تسلی دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

”تمہیں کس نے اطلاع دی؟“اسرار کے تاثرات سپاٹ تھے۔

”عادل نے میسج کیا تھا۔“دھیرے سے کہا۔عادل کو صباحت نے رات ہی انفارم کر دیا تھا۔ہاسپٹل کی فارمیلیٹیز(formalities)وہی پوری کر کے گیا تھا۔اور اب باقی بزنس پارٹنرز اور سیاسی مددگاروں سے ڈیل کر رہا تھا۔

"امید ہے آپ کو میرا آنا برا نہیں لگا ہو گا۔ میرے شہریار سے اختلافات اپنی جگہ ہیں۔ لیکن وہ میرا دوست رہا ہے۔اور چاہے دلوں میں کتنے ہی فاصلے کیوں نہ آجائیں۔ دوستی کے رشتے چھوڑ دینا آسان نہیں ہوتا۔ میں محبت سے منہ موڑ سکتی ہوں۔ دوست سے بے حس نہیں ہو سکتی۔" اُس کی نظریں سامنے خلا میں تک رہی تھیں۔

"تم جب چاہے آسکتی ہو۔ شہریار کی خاطر تمہارے لیے سب راستے کھلے ہیں۔"

اسرار کا لہجہ تھوڑا نرم پڑا۔ جو بھی تھا۔ یہ لڑکی اُن کے اکلوتے بیٹے کی محبوب تھی۔ وہ اس سے سختی نہیں برت سکتے تھے۔

"اُس نے تمہاری شادی کا دکھ لیا ہے نتاشہ۔" صباحت نے اُس کا ہاتھ تھام لیا۔

"میرا بیٹا کل تمہارے بارے میں بات کرتے ہوئے رویا ہے۔ میں نے پہلی بار اُسے ایسے کمزور پڑتے دیکھا۔اور پھر اُس کے دل میں۔۔" بات ادھوری رہ گئی۔

www.novelsclubb.com
NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

آنکھیں بھرا گئیں۔ نتاشہ نے انہیں اپنے ساتھ لگالیا۔ وہ آنکھیں بھگوتی رہیں۔ وہ انہیں تھپکتی رہی۔

اسرار اُٹھ کر باہر نکل گئے۔ یہ سب مزید سننا اُن کی برداشت سے باہر تھا۔

"تم اُسے مت چھوڑو نتاشہ۔ میرا بیٹا تمہارے بغیر مر جائے گا۔" وہ تڑپ رہی تھیں۔ بیٹے کی تکلیف میں گُھل رہی تھیں۔

"کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا۔" لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

"مر جانا صرف جسم کا بے جان ہونا نہیں ہوتا۔ دل کا خاموش ہو جانا بھی موت ہی ہوتی ہے۔ اور تمہارے بغیر شہریار کی سانسیں تو چلتی رہیں گی لیکن اُس کا دل ضرور ساکن ہو جائے گا۔" بے دردی سے آنکھیں رگڑیں۔ شہریار کی محبت میں وہ ایک بار پھر نتاشہ کی منت کرنے کو تیار تھیں۔

وہ خاموش رہی۔ اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا۔

"تم مرتاض کو چھوڑ نہیں سکتیں۔۔۔؟" انداز محتاط تھا۔

"اُسے چھوڑ بھی دوں تو آپ کے بیٹے کا کوئی چانس نہیں ہے۔"

"تم شہریار کو ایک موقع نہیں دے سکتی؟ خدا کی قسم سب تمہاری مرضی سے ہو گا۔ خلع کا حق بھی تمہارے پاس ہو گا۔ ہمارا گھر تمہارے نام کر دیں گے۔ بزنس کے پچاس فیصد شیئرز تمہیں ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ایک بار خواہش کرو نتاشہ۔ شہریار کی خوشی پر سب قربان ہے۔"

"آپ مجھے سب دے سکتی ہیں سوائے عزت کے۔" یہ ایک جملہ نہیں طمانچہ تھا۔

"شہریار کے پاس سب کچھ ہے جو کسی بھی عورت کا آئیڈیئل ہوتا ہے۔ مگر اُس کے پاس عورت کو دینے کے لیے عزت نہیں ہے۔اور عزت سے عاری تعلق سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔" لب و لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"پراپرٹی، کمپنی کے شیئرز، میری مرضی، یہ سب آلریڈی میرے پاس ہے۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ محبت اور عزت کی خواہش تھی۔ وہ مرتاض نے پوری

کر دی۔اب کسی دوسرے شخص یا چیز کی طلب نہیں رہی۔"انداز سادہ اور الفاظ سچ تھے۔مرتاض کو پا کر وہ واقعی مطمئن ہو گئی تھی۔

"میں اپنے بیٹے کی خوشی کیسے پوری کروں؟" بے بسی سے پوچھا۔وہ کچھ بھی کر کے صرف شہریار کی خوشی چاہتی تھیں۔

"اُسے مووآن کرنے میں مدد کریں۔سمپل۔"

"جب مرد مووآن کرنا ہی نہ چاہے تو دنیا کی سب سے حسین عورت اور سب سے خمار آلود نشہ بھی اُس کے دل ودماغ سے اُس کی محبت کے نقش نہیں مٹا سکتا۔" وہ ہار مان چکی تھی۔شہریار آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔نتاشہ اُس کی نہیں ہو سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کہانی کا اختتام آ گیا تھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔پھر کچھ عرصے کے لیے اُسے ویکیشن پر لے جائیں۔ماحول بدلے گا تو ذہن بدلے گا۔میں نظر نہیں آؤں گی تو دل کے زخم بھی بھرنے لگیں گے۔"

”میں کوشش کروں گی۔ لیکن وہ کبھی بھی پاکستان سے دور نہیں جائے گا۔ الیکشن بھی سر پر ہیں۔ تمہیں اور سیاست کو وہ ایک پل بھی نہیں چھوڑ سکتا۔“ تھکن ان کے لہجے سے جھلک رہی تھی۔

”میں بات کروں گی۔ میں منالوں گی ویکیشن کے لیے۔ آپ فکر نہ کریں۔ اپنا اور انکل کا خیال رکھیں۔“ وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

”دوبارہ آؤ گی؟“ بہت امید سے پوچھا۔

”جی۔“ سر ہلاتے ہوئے اُن کی تسلی کرواکے وہ آگے بڑھ آئی۔ اُس نے آگے ہی بڑھنا تھا۔ پیچھے رہ جانے کا کوئی جواز باقی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

--------★--------

صبح معمول کے برعکس آج مرتاض نتاشہ کے آفس میں اُس کے سامنے بیٹھا تھا۔ بوٹینیکل گارڈن کی فائینانس شیٹ دیکھتے ہوئے وہ نتاشہ پر بھی نظر ڈال لیتا تھا۔ جبکہ وہ بے خیالی میں لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتی جارہی تھی۔ کی بورڈ کیز کے کلک ہونے

کی آواز واحد آواز تھی جو آفس روم میں آ رہی تھی۔ باقی سب کچھ سانس روک لینے کی حد تک خاموش تھا۔

کچھ سوچ کر اُس نے شیٹ ٹیبل پر رکھی۔ اور چلتا ہوا نتاشہ کی کرسی کے عین پیچھے آ رکا۔ سکرین پر نظر آتے لفظ بے ربط اور ناقابلِ فہم تھے۔ نتاشہ کو ابھی تک اُس کے پیچھے کھڑے ہونے کا احساس نہیں ہوا تھا۔ مرتاض نے لیپ ٹاپ سکرین فولڈ کر دی۔ نتاشہ کا سکوت ٹوٹا۔

"تم یہاں کب آئے؟" اُس کے چہرے سے کنفیوژن واضح تھی۔

"جب تم کسی گہری سوچ میں تھیں۔" آہستگی سے کہتے ہوئے وہ واپس اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"ہاں بس ایسے ہی۔" سر کرسی کی پشت پر گرا لیا۔ آج دن کے آغاز پر بغیر کوئی کام کیے وہ خاصا تھکی لگ رہی تھی۔

"آف کر لیتیں۔" نرمی سے کہا۔ نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

www.novelsclubb.com

”آفس کے کام ہماری تھکن اور موڈ کے حساب سے نہیں ہوتے۔کام کرنا پڑتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔میں سمجھ سکتا ہوں۔لیکن آپ کی اس تھکن کے پیچھے کوئی وجہ تو ہو گی نہ۔مجھے نہیں بتائیں گی؟“ وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

”شہریار ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہے۔۔۔“ آہستہ آہستہ وہ اُسے ساری بات بتاتی گئی۔

”آپ اب کیا چاہتی ہیں؟“

”میں چاہتی ہوں شہریار مجھ سے موو آن کر جائے۔وہ خوش رہے۔اپنی زندگی جیئے۔سیاست میں اپنے وقت کو انویسٹ کرے۔بس مجھ سے آگے بڑھ جائے۔“

ہر لفظ سے تھکن ٹپک رہی تھی۔وہ دوست سے محبت اور محبت سے دشمنی، اس سب سے تھک گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

”موو آن خود کرنا پڑتا ہے نتاشہ۔ لوگ آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔ آپ کو motivate کر سکتے ہیں۔ لیکن پہلا قدم خود اُٹھانا پڑتا ہے۔ لوگ آپ کے لیے بیسا کھی نہیں بن سکتے۔“

”میرے ماضی سے آگے بڑھنے کے لیے آپ ایک موٹیویٹنگ (motivating) فورس تھیں۔ لیکن کوشش میں نے کی تھی۔ آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھسیٹ نہیں سکتی تھیں۔“ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

”شہریار کے لیے موٹیویشن کیا ہو گی؟“ وہ سوچ میں پڑ گئی۔

”آپ۔“ مرتاض کے یک لفظی جواب نے اُسے اپنی جگہ جما دیا۔

”میں؟“ یقین دہانی چاہی۔ ”تم کہہ رہے ہو میں شہریار کو موو آن کرنے میں مدد کر سکتی ہوں؟“ کم از کم اُسے اپنے سامنے بیٹھے شخص سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی بالکل۔" اُس کے اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا۔ "آپ نے سُنا نہیں لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ شہریار کو صرف نتاشہ ہی ہرا سکتی ہے۔ پھر چاہے وہ اُس کی ضد کی جنگ ہو یا محبت کی۔ شہریار صرف نتاشہ کے سامنے جھکے گا۔"

"مجھے تم سے اس سب کی امید نہیں تھی۔" وہ تھوڑا برا مان گئی تھی۔ "ہماری شادی ہونے والی ہے اور تم چاہتے ہو میں کسی دوسرے مرد کی تحریک بن جاؤں۔ براوو۔" شاید اچھا خاصا برا مان گئی تھی۔

"میں آپ کو اُسے سونپ نہیں رہا۔ جب تک سانس میں سانس ہے۔ آپ میری ہیں۔ اور میری رہیں گی۔" لہجے میں مضبوطی تھی۔ کم از کم نتاشہ کے معاملے میں وہ کمزور نہیں تھا۔

"میں صرف یہ کہہ رہا ہوں آپ نے اُس کے ساتھ سختی برت لی۔ اُس کو ذلیل کر لیا۔ اُس کا پروپوزل منع کر دیا۔ لیکن وہ پھر بھی آپ کے پیچھے آتا رہا۔ ایک بار اُس

کے ساتھ نرمی برت کر دیکھ لیں۔ نرمی سے ٹوک دیں اُسے۔ نرمی سے اُس کا راستہ بدل دیں۔" دونوں ہاتھ باہم ملا لیے۔

"کاٹے ہے گرم لوہے کو لوہا ہمیشہ سرد۔" وہ فوراً بولی تھی۔ اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اگلی بار اُس سے ہاسپٹل ملنے جائیں تو ذرا نرمی دکھائیے گا۔ مگر میرے جتنی نہیں۔" آخر میں وہ وارن کر رہا تھا۔ وہ ہولے سے ہنس دی۔

"میری مرضی میں جس کے ساتھ جو چاہے سلوک کروں۔" کیا ناز تھا۔ کیا انداز تھا۔ اگر مرتاض اُسے شہزادی کہتا تھا تو صحیح کہتا تھا۔

"آپ بہت ظالم ہیں شہزادی۔" غلام نے شکوہ کیا۔

"ظالم ہونا مجھ پر جچتا ہے۔ نہیں؟" بہت مان سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے ظلم و ستم پر اس غلام کا دل قربان ہے۔" سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر جھکایا۔وہ کھلکھلا دی۔شہریار کو چھوڑنے کا دکھ اُسے کبھی تھا نہیں۔اور مرتاض کے ساتھ کے بعد اُسے کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق بھی نہیں پڑتا تھا۔

"اگر اجازت ہو تو یہ بندہ ناچیز آپ کی خدمت میں کچھ پیش کرنا چاہتا ہے۔"

مؤدب ہو کر پوچھا۔وہ بالکل غلام کی فارم میں تھا۔

"اجازت ہے۔" ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے تحکم سے کہا۔

مرتاض نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مٹھی باہر نکالی۔نتاشہ کی سامنے کی ہوئی ہتھیلی پر مٹھی رکھی اور دھیرے سے کھول دی۔

www.novelsclubb.com

سلور رنگ کی چین میں چھوٹا سا انسانی دل تھا۔نتاشہ نے چین پکڑ کر آنکھوں کے سامنے کی۔دل کے ایک طرف بہت باریک سا مرتاض کندہ تھا۔

"میرا دل آپ کے نام۔" محبت کا اعلان کیا گیا۔ خون کی سرخی نتاشہ کے گالوں پر بڑھنے لگی۔واللہ یہ بزنس مین سنجیدہ ہی اچھا لگتا تھا۔

"آپ اسے پہنیں گی تو میں سمجھوں گا میرا تحفہ قبول ہو گیا۔"

اُس نے لمحے کی تاخیر کیے بغیر وہ لاکٹ پہن لیا۔ سلور چین اتنی لمبی تھی کہ وہ چھوٹا دل عین نتاشہ کے دل کے مقام پر لٹک رہا تھا۔

"تم اب میرے دل کے بہت قریب ہو۔" لاکٹ کے دل کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے وہ آہستگی سے بولی۔

"یہ جگہ تو میرے لیے ہی تھی۔ نہیں؟" کیا مان تھا۔ کیا اعتماد تھا۔ محبت نے زخم بھر دیے تھے۔ کرس ٹوٹنے لگا تھا۔ مرتاض پھر سے جینے لگا تھا۔

"میں تمہارا ہی نصیب تھی۔ مجھے تم تک ہی آنا تھا۔" وہ اُس کا مان مزید بڑھا گئی۔

آفس روم محبت کی روشنی سے مزید روشن ہو گیا۔ اُجالا ہی اُجالا تھا۔ محبت ہی محبت تھی۔

------★------

www.novelsclubb.com

صبح کا سورج نکلنے میں ابھی وقت تھا۔ ہر طرف نیلگو اندھیرا تھا۔ گلی کے کونے میں بنے کچے پکے مکان کے صحن میں دو میاں بیوی جائے نماز بچھائے فجر ادا کر رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ تسبیح کرتے ہوئے صحن میں چلنے لگے۔ آہستہ آہستہ اندھیرا ابھی چھٹنے لگا۔ روشنی پھیلتی گئی۔

مرد صحن میں چارپائی پر بیٹھ گیا۔ عورت سامنے باورچی خانے میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مل کر ناشتہ کر رہے تھے جب دروازہ کھٹکا۔

''اس وقت کون آسکتا ہے؟'' عورت نے حیرانی سے پوچھا۔

''میں دیکھتا ہوں۔ تم ناشتہ کرو۔'' پراٹھے اور رات کے لوبیے کی پلیٹ چھوڑتا وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

''کون ہے احسن؟'' جب کافی دیر تک مرد کی آواز نہ آئی تو عورت خود ہی پوچھ بیٹھی۔

''میں ہوں امی۔'' یہ جواب احسن کے بجائے نووارد نے دیا تھا۔

"میرا حمدان۔۔" وہ عورت بے یقینی سے بھاگتی ہوئی دروازے میں آکھڑی ہوئی اور بے اختیار حمدان کے گلے لگ گئی۔

"میرا بیٹا آگیا احسن۔مجھے پتا تھا یہ ضرور آئے گا۔" وہ بے یقینی سے اُس کے ہاتھ چوم رہی تھیں۔اس کے برعکس احسن ساکت تھے۔

"اپنے بیٹے سے پوچھ لو اب یہ کن سوالوں کے جواب لینے آیا ہے۔میں بار بار کٹہرے میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔"اُن کی آواز سخت تھی۔وہ اس آمد پر خوش نہیں تھے۔

"میں صرف اپنے اماں ابا سے ملنے آیا ہوں۔"اپنے پیچھے سوٹ کیس گھسیٹتے ہوئے ایک بازو بانو کے گرد حمائل کیے وہ اندر آگیا۔

"آہ کیا خوشبو ہے۔اماں اپنے ہاتھ کا ایک گرم گرم پراٹھا تو کھلا دیں۔قسم سے بہت وقت ہو گیا ہے۔"وہ آرام سے چارپائی پر بیٹھ گیا۔جیسے احسن کے غصے سے اُس کو قطعی فرق نہ پڑتا ہو۔

www.novelsclubb.com

"ابھی لائی۔" بانو کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سب کچھ اس کے سامنے رکھ دیں۔

"رُک جاؤ۔" احسن نے انہیں بازو سے تھام کر روک لیا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اتنے تردد کرنے کی۔ لاڈ صاحب اب انگریزی ناشتوں کے عادی ہیں۔ ہمارے گھر کا رات کا سالن اور یہ سوکھے پراٹھے ان کے حلق سے نہیں اُتریں گے۔"

"ابا غصہ تھوک دیں۔ اور اماں آپ ناشتہ بنا دیں۔ سچ کہہ رہا ہوں کوئی انگریزی ناشتہ بھی آپ کے ہاتھ کے پراٹھوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔"

پانچ منٹ بعد وہ احسن کے غصے اور گھورنے کے باوجود اُن کے سامنے بیٹھ کر ناشتہ کر رہا تھا۔

"آپ بھی کھا لیں یار۔ ایسے میرے کھانے کو نظر تو نہ لگائیں۔" چند لمحوں بعد اُس نے لقمہ دیا۔ احسن پر کوئی اثر نہ ہوا۔

www.novelsclubb.com

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔احسن اُسے ہی دیکھ رہے تھے۔چہرے پر سختی کے آثار تھے۔

"مجھے معاف کر دیں ابو۔"اُن کے ہاتھ پکڑ کر اُس نے صرف اتنا ہی کہا۔احسن بے یقینی سے اُسے دیکھتے رہ گئے۔کم از کم وہ ان الفاظ کی توقع نہیں کر رہے تھے۔

"میں غلط تھا۔اپنے شناخت کی تلاش میں یہ بھول گیا تھا میری شناخت آپ سے ہے۔سولہ سال تک آپ کا نام مجھے قابلِ شناخت بناتا رہا۔آپ کے بغیر میں نامکمل ہوں ابو۔"

اُس کے یہ کہنے کی دیر تھی،احسن اُسے اپنے سینے میں بھینچ گئے۔

"میں نے تمھیں بہت یاد کیا حمدان۔"وہ اُس کا سر چوم رہے تھے۔

"میں نے بھی آپ دونوں کو بہت یاد کیا۔" وہ پر سکون ہو گیا تھا۔یہ اس کا اصل تھا۔چاہے وہ جتنا بھی بھاگ لیتا مگر حمدان کی اصلیت بانو اور احسن کے بغیر نامکمل تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گلے شکوے دور کرنے کے بعد وہ تینوں معمول کی طرح باتیں کرنے لگے۔ وہ انہیں یوسف اور نتاشہ کے بارے میں بتانے لگا

”کتنے دن کے لیے آئے ہو؟“ بانو اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

”ہفتے کے لیے۔“ آنکھیں موندے جواب دیا۔

”اچھا ہے۔ پھر تم لاہور واپس چلے جانا۔“ احسن بولے۔

”ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔“ وہ ماں تھیں۔ فوراً برامان گئیں۔

”صحیح کہہ رہا ہوں۔ یوسف صاحب جو آسائشیں حمدان کو دے سکتے ہیں۔ وہ ہم نہیں دے سکتے۔ حمدان ان ساری خوشیوں کا حقدار ہے جو لاہور میں اس کی منتظر ہیں۔“ وہ پریکٹیکل سوچ رکھنے والے آدمی تھے۔

”اوہو۔ میں ہفتے بعد جا رہا ہوں۔ مگر آپ دونوں بھی میرے ساتھ جا رہے ہیں۔“ آرام سے اپنے امی ابو کی سماعتوں پر دھماکہ کیا۔

”کیا مطلب اس بات کا؟“ بانو خوش ہوئی تھیں۔ مگر شوہر کو دیکھ کر لہجہ متوازن رکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے آپ لوگوں کے لیے ایک گھر خریدا ہے۔ بس اگلے ہفتے آپ وہاں شفٹ ہو رہے ہیں۔“

”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ تمہارا پیسہ ہے۔ اور اس پر ہم دونوں کا کوئی حق نہیں ہے۔“ اُن کا لہجہ اٹل تھا۔

”میرے پیسے پر نہ سہی۔ مجھ پر آپ دونوں کا پورا حق ہے۔ اس لیے اب آپ لوگ میرے ساتھ چل رہے ہیں۔“

”تمہارے ڈیڈ کو اچھا نہیں لگے گا۔“ احسن نے خدشہ ظاہر کیا۔

”سچ کہوں تو یہ گھر خریدنے کا مشورہ مجھے نتاشہ نے ہی دیا تھا۔ انہوں نے ہی مجھے احساس دلایا کہ آگے بڑھنے کے لیے پیچھے سے کٹنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور رہی بات ڈیڈ کی تو وہ بھی راضی ہیں۔ بلکہ وہ کہہ رہے تھے مجھے یہ فیصلہ جلدی کر لینا چاہیئے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تھا۔"اُس کا اطمینان قابل دید تھا۔ کیونکہ وہ سچ کہہ رہا تھا۔اور سچ بولنے والے ایسے ہی مطمئن ہوتے ہیں۔

"حمدان صحیح کہہ رہا ہے احسن۔ ہمیں اُس کے ساتھ چلنا چاہیئے۔ میں مزید اپنے بیٹے سے دور نہیں رہ سکتی۔" بانو ضد پکڑ گئیں۔احسن جانتے تھے اپنی بیوی کے آگے وہ بے بس ہیں۔

"جو تم ماں بیٹا کی مرضی۔ ہمارا کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے پھر۔ کچھ ضروری سامان آپ لوگ پیک کر لینا۔ باقی ہم وہاں جا کر شاپنگ کر لیں گے۔"

اب وہ انہیں مزید قصے سنا رہا تھا۔ نتاشہ کی بات پکی کا بتا رہا تھا۔اس سب میں لاریب کا ذکر ایک بار بھی نہیں ہوا تھا۔یہی قدرت کا اصول ہے شاید۔ جو دوسروں کو چھوڑنے میں دیر نہیں لگاتے۔ باقی بھی انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر چاہے وہ یادوں کے قصے میں ہو یا زندگی کے سفر میں۔ چھوڑنے والوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

-------★---------

دو دن بعد شہریار کو ہوش آ گیا تھا۔ ہاسپٹل روم کے وسط میں بیڈ پر ریسٹ سے ٹیک لگائے اُس کا جسم ابھی بھی کئی نالیوں میں جکڑا تھا۔ وائیٹلز مانیٹر کیے جا رہے تھے۔ جسم ابھی کمزور تھا۔ صبح سے دوپہر ہو گئی تھی۔ اسرار اور صباحت مسلسل اُس کے ساتھ تھے۔ ایک لمحہ بھی اُسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔ مگر وہ اُن دونوں سے بے پرواہ خاموشی کی چادر اوڑھے تھا۔

"کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟ بھوک لگی ہے؟" اسرار پوچھ رہے تھے۔ مگر وہ گم سم سا تھا۔ صرف کسی کسی بات پر سر ہلا کر جواب دے دیتا۔ ورنہ یونہی کسی مجسمے کی مانند ساکت۔ دل پر لگے زخم فلحال تازہ تھے۔ پہلی محبت تھی۔ پہلا ہارٹ بریک۔

دروازہ کھلا اور دو قدم اندر آئے۔ لیونڈر ونیلا کی خوشبو لیے۔ بیج ہیلز میں مقید قدم۔ گہرے بھورے رنگ کی لمبی قمیص اور ہم رنگ ٹراؤزر پہنے۔ وہ اندر آ چکی تھی۔ سیاہ آنکھیں نیلی آنکھوں سے ٹکرائیں۔ نیلی آنکھیں یکدم روشن ہو گئیں۔

www.novelsclubb.com

”اسلام علیکم۔“اُس کی آواز ابھری۔ مجسمے میں جنبش ہوئی۔ ہسپتال کے ماحول میں تازگی بڑھنے لگی۔

”کیسے ہو شہریار؟“سادہ سا سوال کرتے ہوئے وہ پاس ہی بیٹھ گئی۔

مجسمے نے بے یقینی سے آنکھیں جھپکیں۔ یہ ایک خواب نہیں تھا۔وہ سامنے بیٹھی تھی۔اُس کا نام پکار رہی تھی۔

”ٹھیک۔“وہ چاہتے ہوئے بھی زیادہ بات نہ کر سکا۔ جانے کیوں گَلا دُکھ رہا تھا۔

”انکل نے بتایا تھا تمہیں ہوش آگیا۔اس لیے ملنے آگئی۔امید ہے تمہیں برا نہیں لگا ہوگا۔“

www.novelsclubb.com

وہ خاموش رہا۔شاید وہ اس لڑکی کو کبھی نہیں بتا پائے گا کہ اُس کا کوئی بھی کام شہریار کو برا نہیں لگتا تھا۔ کبھی بھی نہیں۔ خاص کر اُس کا شہریار کے سامنے آجانا تو باعثِ سکون تھا۔

"خیر آنٹی بتا رہی تھیں تمہاری فیملی کافی عرصے سے ویکیشن کا پلان بنا رہے ہو۔۔۔" اُس کی بات درمیان میں تھی اور شہریار نے بے یقینی سے صباحت کی جانب دیکھا۔ کیا انہوں نے واقعی نتاشہ کو سب بتا دیا تھا۔

"کہاں کا پلان ہے ویسے؟" اُس نے بات جاری رکھی۔ شہریار نے بے بسی سے آنکھیں میچیں۔ وہ جانتا تھا وہ آگے کیا کہے گی۔

"کہیں نہیں۔" دو لفظی جواب۔ یہ اشارہ تھا وہ رُک جائے۔ کاش وہ مزید کچھ نہ کہے۔

"اچھا۔ انکل کہہ رہے تھے پیرس جانے کا پلان ہے۔" وہ جان کے صباحت کا نام نہیں لے رہی تھی۔ "میرا خیال ہے تمہیں جانا چاہیئے۔ ویسے بھی بزنس اور سیاست میں تم نے خود کو بہت صَرف کر لیا ہے۔ اب تھوڑا وقت خود کو دو۔ زندگی انجوائے کرو۔ اتنا ورک ہولک ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" انداز بے حد دوستانہ تھا۔

"تم چاہتی ہو۔۔میں پاکستان سے چلا جاؤں؟" دکھتے حلق کے ساتھ اُس نے با مشکل پوچھا تھا۔چہرے پر ڈھیروں ملال تھا۔

"ہاں۔میں چاہتی ہوں تم آگے بڑھو۔کچھ عرصہ پاکستان سے چلے جاؤ۔اپنے ذہن کو سکون دو۔" بغیر کسی لگی لپٹی کے کہا۔

"میں تم سے دور چلا جاؤں؟" ایک بار پھر پوچھا۔کاش وہ انکار کر دے۔کاش وہ شہریار کے خیالات کی نفی کر دے۔

"ہاں۔" ایک لفظ۔اور نتاشہ نے شہریار کے خدشات درست ثابت کر دیے۔

"مام نے تمہیں نہیں بتایا۔۔میرے ویکیشن پلان میں تم بھی شامل تھیں؟" وہ شاک کے مارے بلند آواز میں بولا۔ نتاشہ بے یقین ہو گئی۔

"میری فیملی تمہارے بغیر نامکمل ہے۔" وہ ڈھیروں بے بسی سے بولا تھا۔

"دیکھو شہریار۔" وہ تحمل سے بولی۔شہریار نے آنکھیں پھر سے میچ لیں۔وہ جانتا تھا کوئی دلاسہ یا تسلی اُس کا نصیب بننے والا تھا۔"تمہارے جذبات کا میں احترام کرتی

www.novelsclubb.com

ہوں۔ مگر تمہارا احترام نہیں کرتی۔ عزت کے بغیر خاندان ٹوٹ جاتے ہیں۔ ہم فیملی تھے۔ اب نہیں ہے۔"

شہریار کا وجود ایک بار پھر ریزہ ریزہ ہوا۔

"تم ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔ میں اور تم کبھی ہم نہیں ہو سکتے۔ اس حقیقت کو جتنی جلدی تسلیم کر لو اتنا اچھا ہے۔" وہ نرمی سے سمجھا رہی تھی۔ وہ چپ رہا۔ اس کے علاوہ وہ کر ہی کیا سکتا تھا۔

"اب تم کیا چاہتی ہو؟" کئی لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ آنکھیں کھول دیں۔

نتاشہ کا چہرہ اب واضح تھا۔ سیاہ آنکھیں اور جوڑے میں بندھے سیاہ بال۔ کیا وہ اس سیاہی کو بھول پائے گا۔ کیا وہ کبھی یہ کہہ پائے گا کہ سیاہ رنگ اُس کا من پسند رنگ ہے۔

"تم باہر چلے جاؤ۔ فرانس نہ سہی۔ کسی دوسرے ملک چلے جاؤ۔ لندن میں تمہارا بزنس بھی ہے۔ وہاں کام کی پریشانی بھی نہیں ہو گی۔"

”کیا میں کبھی تمہیں منع کر پاؤں گا؟“اُس کی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

”نہیں۔اس زندگی میں ہرگز نہیں۔“ سر جھک گیا۔شکست تسلیم ہوئی۔محبت نے اس سیاستدان کو مٹی کر دیا تھا۔

”اگلے ہفتے میں چلا جاؤں گا۔تم فکر نہ کرو۔“فیصلہ ہو گیا تھا۔

”ایٹ لیسٹ ایک مہینے کا ٹرپ تو رکھنا۔“لہجہ پھر سے دوستانہ ہو گیا۔وہ آج اُس پر بالکل سختی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

”فکر مت کرو۔جب تک تم نہیں بلاؤ گی۔واپس نہیں آؤں گا۔“وہ اُس کی بات کا اصل مقصد سمجھ گیا تھا۔

”تم جانتے ہو میں نہیں بلاؤں گی۔“وہ اداسی سے بولی۔البتہ دل مطمئن تھا۔

”پھر سمجھ لو میں کبھی نہیں آؤں گا۔“اُس کی آواز میں ٹھہراؤ تھا۔اس بار یہ فیصلہ اٹل تھا۔اگر نتاشہ جان چھڑوانا چاہتی تھی تو شہریار چھوڑ دے گا۔وہ اب وہی کرے

گا جو نتاشہ چاہے گی۔ پھر چاہے وہ ساری زندگی کسی دوسرے ملک میں گزار نا ہی کیوں نہ ہو۔

"خدا حافظ شہریار۔ میں امید کرتی ہوں اب ہم کبھی نہ ملیں۔ اگر مل جائیں تو ایک دوسرے کی تکلیف کا سبب نہ بنیں۔" الوداعی الفاظ کہتے ہوئے وہ بغیر اُس کے جواب کا انتظار کیے باہر نکل گئی۔ نیلی آنکھوں کی روشنی معدوم ہو گئی۔

اس کے ہر قدم کے ساتھ شہریار کا دل خالی ہوتا گیا۔ کبھی نہ بھرنے کے لیے۔ وہ یونہی خالی آنکھوں سے اُس کے پیچھے بند ہوتے دروازے کو تکتا گیا۔ وہ صرف ہاسپٹل روم کا دروازہ بند کر کے نہیں گئی تھی۔ بلکہ شہریار آفندی کی زندگی میں اپنا باب ہمیشہ کے لیے بند کر گئی تھی۔

------★------

اس واقعے کے چند دن بعد نتاشہ کے موبائل پر ایک میسیج آیا تھا۔ صباحت آفندی کا میسج۔

www.novelsclubb.com

''وہ جا رہا ہے۔ شکریہ۔'' چند لفظی میسج پر اُس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ اس وقت وہ کسی سیلون میں تھی۔ بڑے گول شیشے میں اُس کا عکس واضح تھا۔

پیسٹلز رنگ (pastels colors) کی کامدار کرتی جس پر گلابوں کی شکل میں دھاگے اور کٹ دانے کا کام کیا تھا تھا۔ ساتھ ہم رنگ کلی دار لہنگا۔ جس پر جا بجا گول شیشے لگے ہوئے تھے۔ سیاہ بال ڈھیلے جوڑے میں سٹائل کیے گئے تھے۔ دو لٹیں اطراف میں کھلی چھوڑی گئی تھیں۔ ماتھے پر چھوٹا سا ٹیکا تھا۔ ہلکے میک اپ میں چہرہ دمک رہا تھا۔ کان میں سفید موتی کے ٹاپس تھے۔ گردن میں وہی لاکٹ لٹک رہا تھا۔ پاس کھڑی سیلون لیڈی اُس کے سر پر بے بی پنک دھاگے کے کام اور گول چھوٹے شیشوں سے بھرا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔

آج اُس کا نکاح تھا۔ یہ جوڑا مرتاض اپنی پسند سے اُس کے لیے لایا تھا۔ تبھی تو سولڈ (solid) رنگ پہننے والی لڑکی آج ہلکے رنگوں میں سجی بیٹھی تھی۔ یہ رنگ اسی شخص کی بدولت تھے۔

www.novelsclubb.com

دوپٹہ سیٹ ہو گیا تو وہ دھیرے سے کھڑے ہوئی۔ شیشے آپس میں بجتے ہوئے شور کرنے لگے۔ وہ خود کو دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ آج دل پر عجیب احساس طاری تھا۔ کچھ میٹھا سا، پیارا سا احساس جو لفظوں میں بیاں نہیں ہو سکتا تھا۔

اُس کا موبائل تھر تھرایا۔ مرتاض کی کال تھی۔ اُس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ کال کٹ کرتے ہوئے وہ اپنے بیگ سے پرفیوم نکال کر خود پر چھڑکنے لگی۔ لیونڈر ونیلا کے فلورل نوٹس پورے سیلون کو مہکا گئے۔

موبائل پر میسج ٹون بجی۔ جناب کا میسج تھا۔

"ناٹ فیئر۔" دو لفظی جملے میں وہ اپنی ناراضی جتا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پیار اور جنگ میں سب جائز ہے۔" جوابی میسج سینڈ ہو گیا۔ مسکراہٹ ہونٹوں پر رینگ رہی تھی۔ جانے کیوں دل بے وجہ مسکرانے پر آمادہ تھا۔

اگلا میسج حمدان کا تھا۔ وہ سیلون کے باہر آ گیا تھا۔ اپنا سامان سمیٹ کر وہ آہستگی سے قدم اُٹھاتی دروازے کی جانب بڑھی۔ حمدان نے اُس کے ہاتھ سے اضافی سامان

پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی بہن کا ہاتھ تھامے گاڑی تک لے آیا۔ دروازہ کھول کر اُسے احتیاط سے اندر بٹھایا۔ سامان پچھلی سیٹ پر رکھتا وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

تبھی ایک گاڑی برق رفتار سے اُس کی گاڑی کے عین پیچھے رُکی۔ کوئی بھاگتا ہوا نکلا تھا اور فرنٹ سیٹ کا شیشہ ناک کرنے لگا۔

دونوں بہن بھائی بے اختیار ہنستے چلے گئے۔ دروازے پر مرتاض کھڑا تھا۔ شیشوں پر کالی شیٹ کے باعث وہ باہر دیکھ سکتے تھے۔ مگر اندر نظر نہیں آتا تھا۔ وہ سفید شیروانی میں تیار کھڑا بے صبری سے اندر دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یہ آپ کے پیار میں پاگل ہو گئے ہیں۔" حمدان نے فلٹر فری تبصرہ کیا۔

"لگتا تو مجھے بھی ایسا ہے۔"

"ملنا ہے یا روانہ کر دوں؟" شرارت سے پوچھا۔

"روانہ کر دو۔ کہنا شہزادی کا ملنے کا موڈ نہیں ہے۔"

"جو حکم جناب۔" وہ مسکراتے ہوئے اپنی سائیڈ سے اترا۔گھوم کر مرتاض کی طرف گیا۔

"کیا حال ہیں ہونے والے داماد جی؟" آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"میرے پیارے بھائی ایک بار اپنی بہن سے ملاقات کروادوں۔" اُس نے جوابی طور پر سالے صاحب نہیں بولا تھا۔وہ حیران ہوا۔

"اُف یہ محبت۔اچھے خاصے بندے کو کسی کام کا نہیں چھوڑتی۔" مرتاض پر چوٹ کی گئی۔

"مجھے نتاشہ سے بات کرنی ہے یار۔" کیا بے بسی تھی۔

"وہ کہہ رہی ہیں شہزادی کا موڈ نہیں ہے۔" اس اطلاح پر وہ سر جھکائے ہنستا گیا۔

"بابا اور دادی کی سختی سے تاکید ہے۔نکاح سے پہلے آپ دونوں کو بالکل ملنے نہ دیا جائے۔اس لیے آپ اپنے رستے نکلیں۔مجھے اور آپا کو گھر جانا ہے۔" وہ سچ کہہ رہا تھا۔اس معاملے میں رفعت بی بہت سخت تھیں۔

”ایک نظر دیکھ بھی نہیں سکتا؟“ لاچاری سے پوچھا۔ حمدان نے نفی میں سر ہلایا۔

”نکاح میں چند گھنٹے رہ گئے ہیں۔ اُس کے بعد جی بھر کے دیکھتے رہنا۔ کوئی کچھ نہیں کہے گا۔“ مرتاض کو دلاسہ دے کر وہ واپس گاڑی میں آگیا۔

”اتنے بیتاب کھڑے ہیں۔ اگر آپ سے ملاقات کروانے کے لیے جائیداد بھی اپنے نام کروالوں تو کر دیں گے۔“ وہ ہنستے ہوئے بتا رہا تھا۔ وہ بھی ہنستی گئی۔

”ویسے رفعت بی نے بھی زیادتی کی ہے۔ تین دن سے انہیں آپ سے ملنے نہیں دے رہی۔ ابراج کو زبردستی آفس بھیج رہی ہیں تاکہ مرتاض بھائی آپ کو دیکھ نہ لیں۔ اتنی بے تابی تو بنتی ہے۔ نہیں۔“

www.novelsclubb.com

نتاشہ کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔ وہ گلا کھنکھارتے ہوئے رُخ موڑ گئی۔

”ڈرائیو کرنی ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں خود کر لیتی ہوں۔“ ذرا سنجیدگی سے کہا۔

”آپ اگر مجھے ڈیڈ سے بے عزت کروانا چاہتی ہیں تو میں ایسا موقع ہرگز نہیں دینے والا۔“ اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"تم میرے بہت پیارے بھائی ہو۔" وہ بے ساختہ اُس کے گال کھینچ گئی۔

"آپا یار۔۔" گال سہلاتے ہوئے دہائی دی۔

"جتنا مرضی بڑے ہو جاؤ۔ رہو گے مجھ سے چھوٹے ہی۔" اب کی بار ذرا زور سے گال کھینچے۔

"میں مرتاض بھائی سے کہتا ہوں وہ تمہیں گھر لے جائیں۔ پھر اُن کے گال کھینچتی رہنا۔" وہ جل کر بولا۔ نتاشہ نے ایک تھپڑ اُس کے کندھے پر رسید کیا۔

"خود کی شادی ہو رہی ہے۔ لیکن میری شادی نہ ہونے دینا۔ جس حساب سے تم میرے منہ اور کندھے پر تشدد کر رہی ہو نہ۔ کسی نے مجھے اپنی لڑکی نہیں دینی۔" وہ بلبلا اُٹھا تھا۔ تھپڑ پڑا ہی بہت زور سے تھا۔

"بابا کو بتاتی ہوں چھوٹے بھائی کے دل میں شادی کے لڈو پھوٹ رہے ہیں۔" وہ سیٹ سے ٹیک لگائے ہنستے ہوئے دوہری ہو رہی تھی۔

سارا راستہ یونہی دونوں چھیڑ چھاڑ کرتے رہے۔ یہ لمحات بہت قیمتی تھی۔ شادی سے پہلے بہن بھائیوں کے ہنسی مذاق۔ شادی کے بعد پھر پہلے والی بات کہاں رہتی ہے۔ بہن بھائی ایک دوسرے کے گھر میں ہی مہمان ہو جاتے ہیں۔

گاڑی پورچ میں رُکی۔ وہ اپنی سائیڈ سے نکل کر نتاشہ کی جانب آیا۔ اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے باہر نکلنے میں مدد دی۔ اب وہ حمدان کا بازو تھامے لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی۔ یوسف، احسن اور بانو نے یہ منظر دیکھا تو دل ہی دل میں نظر اتار دی۔

''میری بیٹی بالکل شہزادی لگ رہی ہے۔'' وہ محبت سے کہتے ہوئے اُسے گلے لگا گئے۔

''بادشاہ کی بیٹی شہزادی ہی ہوتی ہے بابا۔'' وہ ہمیشہ کی طرح اُن کا مان بڑھا گئی۔

وہ محبت سے کبھی اُس کا ماتھا چوم رہے تھے۔ کبھی اُس کے ہاتھ۔ یہ بیٹی انہیں بہت عزیز تھی۔ خود سے بھی زیادہ عزیز۔

"سہی ہے۔ صبح سے ڈرائیور بنا میں گھوم رہا ہوں۔اور سارا پیار بیٹی کے لیے۔

امپریسو۔" وہ مصنوعی دکھ سے بولا۔

یوسف ہنستے ہوئے اُسے دوسرے بازو کے ہالے میں لے گئے۔اب وہ دونوں اپنے

باپ کے سینے سے سر ٹکائے کھڑے تھے۔

احسن اور بانو کے چہرے پر خوشی دیدنی تھی۔ حمدان صحیح جگہ تھا۔یہ اُس کا گھر تھا۔

اُس کی فیملی تھے۔ان دونوں کے دلوں میں ایک گہرا سکون داخل ہو گیا۔

--------★--------

عادل اس وقت شہریار کے آفس میں کھڑا ایا سیت سے دیواروں کو تک رہا تھا۔کافی

مشین پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ افسردگی سے سامنے روم میں داخل ہوا۔دیوار پر

ہاتھ مار کر لائٹس آن کی۔شہریار کی کرسی خالی تھی۔ سینٹر ٹیبل پر کوئی فائلز نہیں

تھیں۔اُس کا دل بھر آیا۔

www.novelsclubb.com

جانے کیوں باس نے اچانک ملک چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔اب وہ اُس کے حکم پر اس آفس کو ہمیشہ کے لیے بند کرنے آیا تھا۔وہ بے دلی سے پاس رکھے صوفے پر بیٹھا خالی نظروں سے در و دیوار تکتا رہا۔اس سب سے عادل کی گہری وابستگی تھی۔ ہاتھ میں پکڑا موبائل تھرتھرایا تو اُس کی توجہ ہٹی۔شہریار کی ویڈیو کال تھی۔اُس کے باس کی کال تھی۔فوراً سے پہلے اُس نے کال اٹینڈ کرتے ہوئے موبائل سکرین چہرے کے سامنے کی۔

”یہ شاید ہمارا آخری رابطہ ہو عادل۔میں اس ملک اور اس سے جڑے سب لوگوں سے لاتعلق ہونے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔“ یہ پہلی بات تھی جو اُس نے کہی تھی۔

”نتاشہ میڈم سے بھی؟“ جانے کیوں وہ یہ سوال کر بیٹھا تھا۔

”میں نے تمہیں جو کام کہا تھا ہو گیا؟“اُس کے سوال کو مہارت سے نظر انداز کرتے ہوئے وہ اگلی بات کرنے لگا۔

”جی ہو گیا۔“اُس نے بھی مزید کرید نامناسب نہیں سمجھا۔

"پھر بھیج دو۔" سرسری سا کہا۔

"آپ اپنے دل کے زخم بھرنے کیوں نہیں دیتے باس۔ کیوں خود پر ظلم کرتے ہیں۔" وہ فکرمندی سے پوچھ رہا تھا۔

"میں نے تمہیں سوال کرنے کا حق نہیں دیا۔" چاہ کر بھی وہ لہجے میں پہلے والی کرختگی نہیں لا پایا تھا۔ یہ بات عادل نے باخوبی محسوس کی تھی۔

"آپ جانتے ہیں وہ شادی کر رہی ہیں۔ پھر بھی آپ نے مجھے اُن کی تصویریں لینے کا کہا۔ یونہی کرتے رہیں گے تو اس زخم کو ناسور بنا لیں گے۔" اُسے شہریار کی تکلیف پر تکلیف ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات بتاؤں عادل۔" ایک گہری سانس بھری۔ "کچھ زخم ہوتے ہیں جن کے بارے میں دل چاہتا ہے یہ کبھی نہ بھریں۔ ساری عمر یونہی رِستے رہیں اور ہمیں تکلیف دیتے رہیں۔ بس ہوتے ہیں کچھ زخم جو تکلیف دہ بھی ہوتے ہیں اور عزیز بھی۔ تم نہیں سمجھو گے۔" وہ یاسیت سے بولا تھا۔

”جب اس ملک کو چھوڑ رہے ہیں تو انہیں بھی چھوڑ دیں۔“شہریار کو لگا اُس نے منت کی۔

”اُسے نہیں چھوڑ سکتا یار۔اسی لیے تو تم سے تصویروں کا کہا تھا۔“شہریار کی فلائٹس کنیکٹڈ تھیں۔اور اس وقت وہ ایئرپورٹ پر دوسری فلائیٹ کے انتظار میں تھا۔

”اُس کو بھول گیا تو کافر کہلاؤں گا۔“

”محبوب کو بھولنا گناہ نہیں ہوتا باس۔رب کو بھلانے والے اصل کافر ہوتے ہیں۔“سنجیدگی سے باور کروایا۔

”پھر سمجھو میں بچپن سے کافر ہوں۔“اُس نے سر پیچھے ٹِکا لیا۔

”معافی کیوں نہیں مانگ لیتے۔رب کو منالیں باس۔وہ مان جاتا ہے۔ایسی اذیت میں نہ رہیں۔ایک بار اللہ سے معافی مانگ لیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

www.novelsclubb.com

”جب میں چھوٹا تھا نہ۔ میری ماں کو کینسر ہو گیا تھا۔ میں سارا سارا دن ہاسپٹل کے کاریڈور میں جائے نماز بچھا کر بیٹھا رہتا تھا۔ اللہ سے اپنی ماں کی زندگی مانگتا تھا۔ یا رب میری ماں کو بچا لے۔ پر میری دعا قبول نہیں ہوئی۔“ اُس نے ایک گیلی سانس اندر کھینچی۔

”میری ماں کے مرنے کے بعد میں نے پھر بہت ساری دعائیں کیں۔ یا اللہ میرے ڈیڈ دوسری شادی نہ کریں۔ وہ صباحت آنٹی کو گھر نہ لائیں۔ مگر وہ دعائیں بھی رد ہو گئیں۔ اب مانگنے کا دل نہیں کرتا۔ جب اُس چھوٹے سے معصوم بچے کی نہیں سنی گئی تو مجھ جیسے کی کیسے سنی جا سکتی ہے۔ میں ساری زندگی بھی دعا مانگتا رہوں گا تو وہ قبول نہیں ہو گی۔“ وہ تھک گیا تھا۔ بے یقینی نے اُسے تھکا دیا تھا۔ رب سے دوری نے اُس کے وجود کو کھوکھلا کر دیا تھا۔

”ایک دفعہ مانگ کر دیکھیں۔ کیا پتا مل جائے۔“ وہ بضد تھا۔

www.novelsclubb.com

"نتاشہ کو مانگ لوں۔ وہ مل جائے گی؟" اُس کی آنکھیں شدت سے سوال کر رہی تھیں۔ عادل نے دانستہ نظریں چرائیں۔ اس کا جواب اُس کے پاس نہیں تھا۔

"خاموش کیوں ہو گئے۔ جواب نہیں ہے نہ۔" وہ اُس پر ہنسا تھا۔ یا شاید خود پر۔ "مجھے جھوٹے دلاسے مت دو یار۔ میں تھک گیا ہوں۔"

"آپ نتاشہ میڈم کو بھول جائیں۔ مت سوچیں اُن کے بارے میں۔ پھر دیکھیں آپ کی زندگی میں کیا کچھ نہیں ہے۔" ایک بار پھر کوشش کی۔ شاید وہ سمجھ جائے۔

"وہ نہیں ملی۔ باقی کسی چیز سے مجھے غرض نہیں ہے۔"

"رہی بات رب سے معافی مانگنے کی تو وہ شاید میں زندگی کے کسی نہ کسی دوراہے پر مانگ ہی لوں گا۔ اگر زندگی نے مہلت دی۔ اگر اُس سے پہلے مر گیا تو بھی کیا ہی فرق پڑے گا۔ جیتے جی بھی جلتے رہے۔ مرنے کے بعد بھی جلتے رہیں گے۔" محبت کے خالی پن نے اُسے بے حس کر دیا تھا۔ اب کوئی چیز اُسے خوف نہیں دِلاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ کیسی لگ رہی تھی؟" پھر سے بات بدل دی گئی۔ایک اسی کام میں تو وہ ماہر تھا۔

"اُن کی وجہ سے ملک چھوڑ رہے ہیں نہ۔" عادل نے اُلٹا سوال کر دیا۔

"جانتے ہو تو پوچھ کیوں رہے ہو؟" وہ جھنجھلایا تھا۔

"دیکھ رہا ہوں کوئی مرد اتنا پاگل کیسے ہو سکتا ہے۔جس عورت نے اُسے اذیت کی انتہا تک پہنچا دیا ہو وہ ابھی تک اُس کی محبت میں گرفتار ہو۔" یہ طنز میں ڈوبا نشتر تھا جو سیدھا شہریار کے دل کے پار ہو گیا تھا۔

"وہ اگر زخم دیتی ہے۔تو اُس کا مرہم بھی خود ہے۔تم نہیں سمجھو گے۔جب تک محبت نہیں ہو گی نہیں سمجھو گے۔"

"ایسی محبت پر لعنت ہے جو انسان کو کہیں کا نہ چھوڑے۔"

شہریار مسکرا کر اُسے دیکھتا رہ گیا۔محبت نہ کرنے والے کس قدر پر سکون رہتے ہیں۔نہ پانے کی فکر نہ کھونے کا ڈر۔نہ یار کی جستجو نہ رقیب کی جلن۔صرف سکون ہی سکون۔

www.novelsclubb.com

"آفس کو لاک کر کے کیز اپنے پاس سنبھال لینا۔ یہ تمہارے پاس امانت ہے۔ بزنس ہم آہستہ آہستہ شفٹ کریں گے۔ تب تک تم میری جگہ سب سنبھالو گے۔ گاٹ اٹ؟" آخر میں وہی مخصوص جملہ۔

"دل تو ہے ابھی ریزائن کر دو۔ مگر کر نہیں سکتا۔" وہ جل کر بولا تھا۔

"کر دو یار۔ تم بھی چھوڑ دو۔ ویسے بھی کیا رہ گیا میرے پاس۔" وہ سکون سے بولا تھا۔ جیسے اب کھونے کو کچھ نہیں ہے۔

اس سے پہلے عادل کچھ کہتا باہر سے کھٹ پٹ کی آواز آنے لگی۔ آفس روم کا دروازہ کھلا اور جینز شرٹ میں ایک لڑکی اندر آئی۔ انداز غصہ لیے تھا۔

"شہریار کہاں ہے؟ بتاؤ مجھے وہ کہاں چلا گیا۔" وہ چیخ رہی تھی۔

"یہ مہرین کی آواز ہے نہ۔ بات کرواؤ میری۔" سپیکر سے اُس کی آواز اُبھری۔

"یہ بات کر لیں۔" عادل نے فون اُس کی جانب بڑھایا۔

www.novelsclubb.com

”تمہارے لیے یہ سب مذاق ہو گا شہریار۔ میرے لیے نہیں ہے۔ میں اپنے بابا سے تمہارے لیے لڑتی رہی۔ اور تم یوں ملک چھوڑ کے چل دیے۔ تمہیں واپس آنا ہو گا۔۔“ آنسو آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ سامنے موجود شخص صرف اُس کا استعمال کر رہا تھا وہ پھر بھی اُسے دل دے بیٹھی تھی۔

”واپس آجانے سے کیا ہو گا؟“ نرمی سے پوچھا۔

”میں تم سے شادی کروں گی۔ ہم اپنا گھر بنائیں گے۔“ آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

شہریار کو اس وقت اُس میں اپنی پرچھائی صاف نظر آئی۔

”ٹھیک ہے کر لیتا ہوں میں تم سے شادی۔“ اس ایک جملے نے عادل اور مہرین دونوں کو شاک کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

”لیکن میں نہ تمہارے حقوق پورے کروں گا نہ اپنے فرائض ادا کروں گا۔ ایک ہی چھت کے نیچے ہم دونوں بالکل لاتعلق رہیں گے۔ تم مجھ سے کوئی امید نہیں رکھ سکتیں۔ بولو منظور ہے؟“ بے حد نرمی سے پوچھا۔ وہ ہکا بکا اُس کا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔

"میں وہ نہیں ہوں جو تمہیں نظر آتا ہوں۔یوں سمجھوں میں ایک سراب ہوں مہرین۔تم جتنا میرے قریب آؤ گی اُتنا تمہارے ذہن میں بنا میرا آئیڈیل خاکہ ختم ہوتا جائے گا۔تم میرے ساتھ رہو گی تو یہ idealism کے سب بُت ٹوٹتے جائیں گے۔" وہ تماشہ کا طریقہ اپنا رہا تھا۔نرمی سے اُسے خود سے بدظن کر رہا تھا۔

"کہو۔منظور ہے ؟" سنجیدگی سے سوال کیا۔وہ چند لمحے اُس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔یہ وہی چہرہ تھا جسے مہرین نے چاہا تھا۔

پھر وہ بغیر کچھ کہے عادل کا موبائل اُس کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے نہایت خاموشی سے پلٹ گئی۔اُسے اپنا کلوژر مل گیا تھا۔وہ دل کے ہاتھوں مجبور سہی۔مگر اپنے آئیڈیئلزم کے ٹوٹے بت کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔

"جان بوجھ کر کرتے ہیں نہ آپ۔سب کو خود سے دور کرتے جاتے ہیں۔" وہ شکوہ کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

”روٹھی بیوی کی طرح بات مت کرو۔“ وہ ہنسا تھی۔ مگر یہ ہنسی کھوکھلی تھی۔ اُس کے وجود کی طرح۔

”بات پلٹنے کا ہنر آپ سے زیادہ کسی کو نہیں آتا۔“ وہ جل بُھن گیا تھا۔ اُس کے آنکھوں کے سامنے شہر یار خاک ہو رہا تھا۔

”تصویریں یاد سے بھیج دینا۔“ کہتے ساتھ ہی کال کٹ کر دی۔ پیچھے عادل خالی سکرین کو دیکھتا رہ گیا۔

”خدا کرے وہ آپ کی یاداشت سے ہر طرح سے مٹ جائیں۔“ دل میں دعا کرتے ہوئے وہ اب درازوں سے فائلز نکال رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

--------★--------

جہانگیر وِلا کے لان میں نکاح کا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ سفید موتیے اور ہلکے گلابی رنگ کے گلاب کے امتزاج میں سب کچھ سیٹ تھا۔

گزیبو سے تھوڑا فاصلے پر دو چھوٹے دیوان صوفوں کے درمیان سفید گلابی پھولوں کے پردے کا سٹینڈر رکھا گیا تھا۔ سائیڈ میں قاضی صاحب کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ باقی پورے لان میں جگہ جگہ سفید میزوں کے گرد سفید کرسیاں لگی تھیں۔ ہر میز کے وسط میں ہلکے سنہری رنگ کے فلاور سٹینڈ میں گلابی پھول سجے تھے۔ کرسیوں کی پشت پر گلابی رنگ کی بڑی سے بو (bow) تھی۔ دونوں اطراف میں کھانے کی لمبی میزیں لگی تھیں۔ اوپر فیری لائٹس اور موتیے کی لڑیوں سے مصنوعی چھت بنائی گئی تھی۔

دیکھنے والے کو معلوم پڑتا تھا سجاوٹ پر اچھا خاصا خرچہ کیا گیا ہے دوپہر کا ایونٹ تھا۔ زیادہ مہمان نہیں بلائے گئے تھے۔ حمدان سارے انتظام کا جائزہ لے رہا تھا جب کسی نے اُسے پیچھے سے کھینچ کر زور سے گلے لگایا تھا۔

”یار بے وفا ہو۔ مگر حمدان نہ ہو۔“ پہلی بات اور وہ بھی طنز۔ یہ کوئی اور نہیں حیدر تھا۔ حمدان جی جان سے مسکرایا۔

''زندگی میں کوئی دوست ہو یا نہ ہو۔حیدر ضرور ہو۔'' وہ اُس پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا۔

''چل مکھن نہ لگا۔'' وہ ہنستے ہوئے اُس سے الگ ہوا۔ایک ٹھنڈک سی تھی جو حمدان کے سینے کو لپیٹنے لگی۔دوست سے ملنا اُس کے وجود کو روشن کر گیا تھا۔

''بہت اچھا کیا تم آ گئے۔میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔'' وہ اُس کے کندھے پر بازو پھیلاتے ہوئے بولا۔

''تم بلاتے اور میں نہ آتا۔ایسا نہیں ہو سکتا۔میں مرنے کے بعد بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنے والا۔یاد ہے نہ ہم جہنم کے ساتھی ہیں۔''اُس کی گردن کو اپنے بازو کی گرفت میں لیتا حیدر بولا۔

''چل اندر چلیں۔سب سے ملواتا ہوں۔'' وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

گھنٹے بعد نتاشہ اور مرتاض کو پھولوں کے پردے کی اطراف صوفوں پر بٹھا دیا گیا۔قاضی صاحب آ گئے تھے۔مہمان نشست سنبھال چکے تھے۔نکاح شروع ہونے

www.novelsclubb.com

والا تھا۔ مرتاض نے ابھی تک اُس کا سجا سنورا روپ نہیں دیکھا تھا۔ وہ جان بوجھ کر گھونگھٹ لیے صوفے تک آئی تھی۔ ہائے یہ محبوب اور اُن کے انداز۔

قرآن پاک کی تلاوت سے آغاز کیا گیا۔ اُس کے بعد قاضی صاحب نتاشہ سے مخاطب ہوئے۔

"نتاشہ یوسف، بنت یوسف جہانگیر، آپ کو مرتاض حیدر ولد احمد حیدر سے یہ نکاح قبول ہے؟"

حمدان نے مائیک نتاشہ کی جانب بڑھایا۔ اُس نے ایک نظر پھولوں کے پار دیکھا۔ سامنے بیٹھا وجود دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ مگر اُس کے دل پر اس شخص کا نقش واضح تھا۔

"الحمدللہ قبول ہے۔" اُس کی آواز سے خوشی جھلک رہی تھی۔ مرتاض کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

دوبارہ پوچھا گیا۔ "الحمدللہ قبول ہے۔" وہی خوشی۔ وہی طمانیت۔

www.novelsclubb.com

تیسری بار پھر اجازت طلب کی گئ۔ "الحمدللہ قبول ہے۔"

اس طرح نتاشہ یوسف پورے دل و جان سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو قبول کر چکی تھی۔

قاضی صاحب اب مرتاض سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔ میری مکمل مرضی اور خوشی سے قبول ہے۔" مائیک کی وجہ سے وہاں موجود ہر شخص نے باخوبی اس مرد کی آواز سنی تھی۔ جو اللہ کی رضا سے اپنی من پسند عورت کو سب کے سامنے قبول کر رہا تھا۔ تین دفعہ ایجاب و قبول کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے گئے۔

دعا کے بعد سب سے پہلے یوسف نے آگے بڑھ کر اپنی بیٹی کو گلے لگایا۔ پھر حمدان نے مبارکباد دیتے ہوئے دوپٹے کے اوپر سے اُس کا سر چوما تھا۔ ابراج اپنے بھائی کے گلے سے لگا مبارکباد دیتے ہوئے چھیڑ رہا تھا۔ پاس ہی ہادی کھڑا تھا۔ وہ دونوں مرتاض کی طرف سے گواہ تھے۔ نتاشہ کی جانب سے یوسف اور حمدان تھے۔

www.novelsclubb.com

رفعت بی پلٹ کر نتاشہ کی طرف آئیں۔ محبت سے اُس کا سر چوم کر وہ اُسے گلے لگا گئیں۔

''تم میرے بیٹے کی محبت ہو۔ خدا تم دونوں کو ایک دوسرے کے حق میں بہترین ثابت کرے۔'' دعا دیتے ہوئے وہ اُس کی بلائیں لے رہی تھیں۔

''میری باری کب آئے گی؟'' دوسری طرف کھڑے مرتاض کی بے تابی پر ابراج کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

''اس پھولوں کی باڑ کو چیرتے ہوئے چلے جاؤ اپنی بیگم تک۔ اب تمہیں کون روک سکتا ہے۔'' شرارت سے سرگوشی کی گئی۔

''سر کا خیال نہ ہوتا تو کر بھی لیتا۔'' انتہائی ضبط سے جواب دیا۔ اُس کے ساتھ کھڑا ہادی بھی ہنس دیا۔

"میں حمدان سے بات کر کے تمہارا تمہاری ذاتی بیگم سے ملاقات کا انتظام کرواتا ہوں۔" ابراج نے تسلی دی۔ لیکن اُس کے بات کرنے سے پہلے ہی وہ حمدان کا بازو تھامے آہستگی سے چلتی گھر کے اندر بڑھ گئی۔

کھانا لگنا شروع ہو چکا تھا۔ باربی کیو اور مٹن کی خوشبو سے فضا مہکنے لگی۔

"پہلے کھانا کھا لیتے ہیں۔ پھر ملاقات کر لینا۔" سمجھدارانہ مشورہ دیا گیا۔

"جب تمہاری شادی ہو گی تب ایسی باتوں پر عمل کر لینا۔ مجھے فضول مشورے نہ دو۔" مرتاض کو اپنے بھائی کی بات قطعی پسند نہیں آئی۔ باقی سب کھانے کی طرف بڑھ گئے۔

مرتاض سب سے چھپتے چھپاتے اُس کے پیچھے لاؤنج میں آیا تھا۔ نتاشہ کی پشت اُس کی طرف تھی۔ وہ اپنے گھونگھٹ کو اتار کر جیسے ہی پلٹی مرتاض سامنے تھا۔

ہمیشہ کی طرح وہ بہت بری طرح مبہوت ہوا تھا۔ سامنے کھڑی لڑکی، جواب اُس کی منکوحہ بھی تھی، پورے حق سے مرتاض کے ہوش و حواس اُڑا رہی تھی۔ کسی سحر

کی سی کیفیت میں اُس نے ہاتھ بڑھا کر نتاشہ کے کان میں موجود ائیر نگز کو دھیرے سے چھوا۔ پھر اُس کے ماتھے پر لگے ٹیکے کو۔

"میں نے سوچا نہیں تھی کبھی اس طرح پورے حق سے آپ کے ائیر نگز چھو سکوں گا۔" وہ ابھی تک مبہوت تھا۔ "اُس دن فہد کے ایونٹ میں بھی آپ کے جھمکوں نے مجھے بہت ڈسٹریکٹ کیا تھا۔"

وہ خاموشی سے اپنے سامنے کھڑے شخص کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ محبت ملنے کے بعد مزید خوبصورت ہو جاتی ہے۔ یہ احساس اُسے آج ہوا تھا۔

"کچھ کہیں گی نہیں؟" اُس کے ہاتھ تھامتے ہوئے بے حد محبت سے پوچھا۔

"فی الدنیا والآخرہ۔" بے حد نرمی سے کہا۔ مرتاض ساکت رہ گیا۔

"میں چاہتی ہوں اس جہان کی طرح اگلے جہان بھی تم میرے نصیب میں لکھ دیے جاؤ۔ مجھے ہر زندگی میں اپنے ساتھ صرف مرتاض حیدر چاہیئے۔ کہو منظور ہے؟"

سحر مزید گہرا ہوا۔ مرتاض کی روح تک سرشار ہو گئی۔ وہ چاہ کر بھی اپنے سامنے موجود لڑکی کے ہونے کا شکرانہ ادا نہیں کر سکتا تھا۔

"آپ کو اجازت کی ضرورت کب سے ہونے لگی؟ آپ حکم کریں۔ اس جہاں اور اگلے جہاں میں صرف آپ کا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ میری ساری زندگی آپ کے نام ہے۔" نتاشہ کو خود پر ناز ہوا۔ سامنے کھڑا شخص سر تا پیر محبت تھا۔

"اور میں یعنی نتاشہ یوسف پوری کی پوری تمہارے نام۔"

اس لمحے مرتاض حیدر معتبر ہو گیا۔ ماضی کی کوئی تکلیف کوئی دکھ یاد نہ رہا۔ کچھ یاد رہا تو نتاشہ۔ کچھ احساس تھا تو نتاشہ۔ وہ ہر طرح سے نتاشہ کے زیرِ اثر مغلوب ہونے لگا

چند لمحے یونہی گزر گئے۔ پھر اُس نے اپنے سفید کرتے کی جیب سے ایک لفافہ نکالا۔ اب وہ سرخ گجرے ہاتھ میں تھامے نتاشہ کو دیکھ رہا تھا۔

"اجازت ہے؟" ہولے سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"پورے دل سے۔" ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا۔ مرتاض نے اُس کی کلائی تھام لی۔

باری باری دونوں کلائیوں میں گجرے پہنا کر وہ اُس کے ہاتھوں کو اپنی آنکھوں سے لگا گیا۔ محبت سے۔ عقیدت سے۔ شکر سے۔

"آپ مجھے مکمل کرتی ہیں۔" وہی محبت جو نتاشہ کے لیے مخصوص تھی۔ اُس کے ہر انداز سے جھلک رہی تھی۔

وہ اُس کے سینے پر اپنا سر ٹِکا گئی۔ مرتاض نے اُس کے سر پر اپنی تھوڑی ٹِکا دی۔ جانے کتنی ہی دیر وہ دونوں ایسے کھڑے رہے۔ ایک دوسرے کی دھڑکن سنتے ہوئے۔ محبت کے حلال احساس کو محسوس کرتے ہوئے۔ سب مکمل تھا۔ محبت امر ٹھہری تھی۔

اس فسوں کو حمدان کی آواز نے توڑا تھا۔

"رومانس ہو گیا ہے تو کھانا کھالیں۔ بابا اور دادی انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ دونوں بے اختیار الگ ہوئے۔ حمدان نے ہنسی ضبط کی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سارے کنوارے شادی شدہ جوڑوں سے ایسے ہی جلتے ہیں۔ یا تمہیں کچھ زیادہ جلن ہو رہی ہے؟" نتاشہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ اُس کی طرف آیا۔ حمدان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میں کیوں جلنے لگا۔ ویسے بھی جس کے ساتھ پر اتنا ناز کر رہے ہیں نہ۔ وہ میری ہی بہن ہے۔" بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"اب میری بیگم ہیں۔" مرتاض نے یاد دلایا۔

"آئے بڑے بیگم والے۔" اُسے چڑاتے ہوئے حمدان نے نتاشہ کا دوسرا بازو پکڑ کر اپنی طرف کیا۔

"میری بیگم کا ہاتھ چھوڑ دو۔" وہ احتجاجاً بولا۔

"یار یہ کیا بیگم نامہ شروع کر دیا ہے۔ آپا ہیں میری۔ پہلا حق میرا ہے۔" وہ تنگ ہوتا نتاشہ کو اپنے پیچھے کر گیا۔ وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا جی۔اب ساری حق ہمارے ہیں۔" پھرتی سے نتاشہ کو اُس کے پیچھے سے نکالتا وہ اُس کا بازو تھامے باہر کی طرف بھاگنے لگا۔وہ لہنگا سنبھالتی اُس کے برابر بھاگ رہی تھی۔ قہقہے فضا میں گونجنے لگے۔پیچھے پیچھے حمدان بھاگنے لگا۔مگر دانستہ طور پر رفتار ہلکی رکھی۔

کھانا کھاتے مہمانوں نے حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھ لیے۔ابراج اور اُس کے دوست ہوٹینگ کر رہے تھے۔یوسف نے ہنسی دبائی تھی۔دادی نے دونوں کی نظر اُتاری تھی۔

کھانے کے بعد فوٹو گرافی سیشن چلا تھا۔اب وہ دونوں تھک ہار کے گزیبو میں بیٹھے تھے۔

www.novelsclubb.com

"برا نہ مانیں تو کچھ پوچھ سکتا ہوں؟" مرتاض کی بات پر اُس نے سر اُٹھایا۔آنکھوں میں اجازت تھی۔کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"آج رخصتی ہوسکتی ہے؟" اُس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نرمی اور احترام سے پوچھا۔

وہ ایکدم سٹپٹا گئی۔ یہ سوال اُس کی توقع کے برعکس تھا۔ اُن دونوں کی مرضی سے رخصتی نکاح کے مہینے بعد رکھی گئی تھی۔ اور اب مرتاض یوں اچانک یہ سوال کر رہا تھا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا۔ تمہیں معلوم ہے۔" نظریں اُس کے چہرے پر جمی تھیں۔

"معلوم ہے۔ پر دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ آپ کو یوں چھوڑ کے جانے کا دل نہیں کر رہا۔" اُس کے کندھے پر سر ٹکایا۔

"سچ کہوں تو میرا کمرہ مجھے کاٹنے لگا ہے۔ جب سے آپ نے اس دل میں گھر کیا ہے، آپ کے بغیر ہر چیز نامکمل لگتی ہے۔" وہ سچ کہہ رہا تھا۔ وہ جانتی تھی۔ لیکن فلحال وہ رخصتی کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھی۔

"تم نے وعدہ کیا تھا۔ رخصتی میری مرضی سے ہوگی۔" وہ یاد دلا گئی۔

www.novelsclubb.com

”میں آج بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں۔اس لیے آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔“

اُس کے لہجے میں کیا نہیں تھا۔مان۔عقیدت۔محبت۔ادب۔وہ انکار کرتے ہوئے ہچکچا گئی۔پہلی بار وہ اس طرح کمزور ہوئی تھی۔

”میں سوچوں گی۔“آہستگی سے کہا۔

”میں آپ کو فورس نہیں کر رہا۔آپ کا انکار بھی سر آنکھوں پر۔اقرار بھی۔جو بھی فیصلہ کریں گی مجھے قبول ہو گا۔میں صرف مشورہ دے رہا تھا۔“نرمی سے اُس کی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔وہ اُس کی ہچکچاہٹ سمجھ گیا تھا۔

”ذہن پر اتنا زور مت ڈالیں۔کم از کم آج کے دن میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔“مسکراتے ہوئے اُس کے ہاتھوں پر باری باری اپنا لمس چھوڑا۔اب وہ اُسے مزید کچھ کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

نتاشہ کے دل و دماغ میں جنگ چھڑ گئی تھی۔دل اس شخص کو انکار کرنے پر آمادہ نہ تھا۔دماغ اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹنے کو راضی نہیں تھا۔وہ گہری سوچ میں ڈوبی مرتاض کے چہرے کو دیکھتی گئی۔

------★--------

رات کے دس بج رہے تھے جب مرتاض سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا۔یوسف وِلا سے آئے آدھا گھنٹہ ہونے کو تھا۔لاؤنج میں ابراج نے اُسے باتوں میں لگا رہا تھا۔اب وہ بامشکل جان خلاصی کرواتا آیا تھا۔کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اُس کی نظر سائیڈ پر نماز پڑھتی نتاشہ پر گئی۔ایک گہری مسکراہٹ نے اُس کے چہرے کا احاطہ کیا۔ واپسی سے پہلے نتاشہ نے یوسف جہانگیر سے بات کر لی تھی۔انہیں اعتراض نہیں تھا۔اس لیے سادگی سے رخصتی کر دی گئی۔ولیمے کی تاریخ ابھی طے کرنی تھی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا وہ آہستگی سے اُس کی جائے نماز کے پاس آ بیٹھا۔لہنگے کے بجائے وہ مسٹرڈ رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی۔چہرہ دھلا دھلا یا تھا۔وہ یونہی کئی

پل اُسے تکتا رہا۔ سلام پھیر کر نتاشہ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ وہ اُس کی گود میں سر رکھ گیا۔

''میرے لیے بھی دعا کریں گی؟'' ہولے سے پوچھا۔

وہ بنا کچھ کہے مرتاض کے ہاتھ اپنے دعا کے لیے اُٹھے ہاتھوں کے ہالے میں لے گئی۔ زیرِلب کچھ مانگتی رہی۔ پھر چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے بعد نرمی سے مرتاض کے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا۔

''اُس دن ہاسپٹل کے کاریڈور میں آپ نے مجھ سے کہا تھا آپ دعا نہیں مانگتیں۔'' وہ آنکھیں موندیں آہستگی سے کہہ رہا تھا۔

''اور اُس دن کے بعد ہی میں نے دوبارہ دعا مانگنی شروع کر دی۔'' اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''اگر اُس دن میرا رب میرے دل سے نکلی دعا سن سکتا ہے۔ تو سوچو زبان سے ادا کی گئی دعا نہیں سنے گا۔''

"میں دعا نہیں مانگتا۔ میں نماز بھی نہیں پڑھتا۔ کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔" نتاشہ کے سامنے وہ سچ بول سکتا تھا۔ یہاں اُسے جج نہیں کیا جائے گا۔ وہ جانتا تھا۔

"تم آفس کیوں جاتے ہو مرتاض؟" وہی نرمی لیا لہجہ۔

"میری ڈیوٹی ہے۔ دادی اور ابراج میرا فرض ہیں۔ اس گھر کو چلانا میری ذمہ داری ہے۔ اس سب کے لیے آفس جانا پڑتا ہے۔" اُس کے بالوں میں چلتی نتاشہ کی انگلیاں اُس کو پرسکون کر رہی تھیں۔

"دل نہ کرے تو آفس سے آف کر لیتے ہو؟" سادہ سا سوال کیا۔ وہ ہلکا سا ہنسا۔

"آپ جانتی ہیں۔ فرائض پورے کرنے کے لیے دل نہیں دیکھا جاتا۔ موڈ ہو یا نہ ہو کام کرنا پڑتا ہے۔"

"بالکل ایسے ہی نماز بھی ایک ڈیوٹی ہے مرتاض۔ دل چاہے یا نہ چاہے یہ فرض ادا کرنا ہے۔ اسے ضرورت سمجھ کر نہیں۔ ڈیوٹی سمجھ کر مکمل کرنا ہے۔" اُس کے انداز میں ہی وہ اُسے سمجھا گئی تھی۔

"میں تمہیں نماز کے لیے فورس نہیں کروں گی۔ یہ تمہارا اور اللہ کا معاملہ ہے۔ لیکن ہر بار ترغیب ضرور دوں گی۔ پڑھنا یا نہ پڑھنا تمہاری مرضی۔" وہ بے حد نرمی سے گویا تھی۔ لہجے میں کسی قسم کی کوئی ججمنٹ یا ناپسندیدگی نہیں تھی۔

"میں کوشش کروں گا۔" وہ انکار نہیں کر سکا۔

چند پل وہ یونہی بیٹھے رہے۔ جب نتاشہ نے ایک دم سوال کیا۔

"ایک بات پوچھوں مرتاض۔ برا تو نہیں مانو گے؟"

"آپ کی باتیں مجھے بری نہیں لگتیں۔" وہ نیند میں جا رہا تھا۔ جانے کتنے عرصے بعد اس قدر سکون میسر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

''تمہارا سرنیم حیدر اور ابراج کا سرنیم احمد کیوں ہے؟'' آرام سے کیے گئے سوال پر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

''میں دادا کا نام لگاتا ہوں۔ ابراج اپنے ڈیڈ کا۔'' کندھے اچکا کر خود کو بے نیاز ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اُس کے 'اپنے ڈیڈ' کہنے نے نتاشہ پر بہت کچھ آشکار کیا تھا۔

''اچھا۔'' اُس نے مزید سوال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ جائے نماز طے کر کے ایک طرف رکھی اور دوپٹہ کھول کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

مرتاض کئی پل یونہی کچھ سوچتا رہا۔ پھر اُٹھ کر نتاشہ کے برابر آبیٹھا۔ سر اُس کے کندھے پر رکھ دیا۔ یہ اُس کی محفوظ گاہ تھی۔

''میرے بازوؤں پر جو نشان ہیں۔ وہ میرے ڈیڈ نے دیے تھے۔ ایگزامز میں میرے مارکس کم آئے تھے اس لیے۔ تب سے میں دادا سے زیادہ اٹیچڈ ہوں۔ اس

لیے اپنے سر نیم میں دادا کا نام لکھواتا ہوں۔ میرے لیے میرے دادا ہی میرے باپ تھے۔" اُس کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔

"یہ نشان تمہیں ڈیفائن نہیں کرتے۔" مضبوطی سے کہتے ہوئے وہ اُس کے سر پر اپنا سر ٹِکا گئی۔

"انہوں نے جو کچھ کیا وہ اُن کا ذاتی عمل تھا۔ اور اُن کے ذاتی عمل کی تکلیف اب تم خود کو نہیں دو گے۔ تم کسی کے سیاہ دل کی وجہ سے اپنا آج اور کل سیاہ نہیں کرو گے۔" اُس کے لہجے میں مضبوطی تھی۔

"ایک چیز ہے جو مجھے ڈیفائن کرتی ہے۔"

"کیا۔۔" وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"نتاشہ کا شوہر ہونا۔" اُس کے کہنے پر وہ جو سنجیدہ سی بیٹھی تھی یکدم کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ چیزی لائنز تم کہاں سے سیکھ رہے ہو؟" ابرو اچکائی۔

www.novelsclubb.com

"یہ تو آپ کی محبت کا کمال ہے۔ جو مجھ جیسا انسان بھی ایسی باتیں کرنے لگا ہے۔"

کچھ پل والی کثافت دور ہو گئی۔ ماحول پھر سے ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔

"آپ نے مہندی نہیں لگوائی۔" وہ اُس کے ہاتھ تھامے پوچھ رہا تھا۔ اُس کے دیے گجرے ابھی تک نتاشہ کی کلائی میں تھے یہ وہ اب نوٹ کر رہا تھا۔

"مجھے پسند نہیں ہے۔"

"آپ نے یہ گجرے نہیں اتارے۔" سرخ پھولوں کو چھیڑتے ہوئے پوچھا۔

"تمہاری طرف سے پہلا تحفہ ہے۔ اتنی آسانی سے کیسے اُتار سکتی تھی۔"

اُس کا سادہ سا جملہ مرتاض کو اس قدر معتبر کر دے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ نرمی سے اُس کی کلائی چہرے کے قریب کرتے ہوئے گلاب کی خوشبو اندر کھینچی۔

"یہ مرجھا جائیں گے۔"

"تم تازہ گجرے لے آؤ گے۔ نہیں؟"

مرتاض نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اُس کی ہتھیلی کو لبوں سے لگا یا۔

"ساری زندگی آپ کے نام کر دی ہے۔ پھول لانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔"

خوشدلی سے کہا۔

"تم بہت اچھے ہو۔ یا شاید مجھے اچھے لگتے ہو۔" اسے دیکھتے ہوئے وہ محبت سے بولی تھی۔

"آپ کو اچھا لگتا ہوں۔" جواب فوراً آیا تھا۔ نتاشہ کے گال ہلکے سے گلابی ہوئے۔

"تم خود بھی اچھے ہو۔" اُس کی گرفت سے ہاتھ چھڑاتے ہوئے وہ بال باندھنے لگی۔

"صرف آپ کے لیے۔" گالوں کی سرخی مزید بڑھی۔ وہ ڈھیلا سا جوڑا لپیٹتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"شرما رہی ہیں یا مجھے غلط فہمی ہو رہی ہے۔" صوفے پر نیم دراز ہوتے پوچھا۔

نتاشہ اپنی جگہ ٹھہر گئی۔ پشت مرتاض کی طرف ہونے کی وجہ سے وہ اُس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"میں کیوں شرمانے لگی بھلا۔" پورے اعتماد سے کہتے ہوئے وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔ البتہ چہرے کا گلابی پن الگ کہانی سنا رہا تھا۔

"صحیح بات ہے۔ آپ کو مجھ سے شرمانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔" ایک بازو سر کے نیچے رکھتے ہوئے ترچھا ہو کر اب وہ اُس کو دیکھ سکتا تھا۔

"کسی کے ساتھ کمرہ شئیر کرنے کا یہ میرا پہلا تجربہ ہے۔ اس لیے تم صوفے پر سو جانا۔" کمفرٹر خود کے اوپر کرتے ہوئے وہ جلدی سے لیٹ گئی۔ مرتاض کی موجودگی سے وہ کنفیوژ ہونے لگی تھی۔

"چچ۔ چچ۔ کتنی بری بات ہے۔ شادی کے پہلے ہی دن شوہر کو صوفے پر سُلائیں گی۔" مصنوعی افسوس کیا۔

"بیوی کی بات ماننے میں بھلائی ہے۔ ورنہ اس شوہر کا بستر کمرے سے باہر بھی ہو سکتا ہے۔" پورے رعب سے بتایا گیا۔

وہ ہنستے ہوئے صوفے پر گر گیا۔ در و دیوار اُس کے ہنسنے سے گونج اُٹھے۔ نتاشہ مسکرا دی۔

"بیوی کا حکم سر آنکھوں پر۔" وہ ہنسنے کے دوران بولا تھا۔ وہ بھی اُس کو دیکھتے ہوئے ہنسنے لگی۔ گردن تک کمفرٹر میں چھپی، کھلے بال تکیے کی طرف بکھرے، ماتھے پر ہاتھ رکھے وہ ہنستی ہوئی مرتاض کو بے حد خوبصورت لگی۔ وہ اُسے دیکھے گیا۔

"آپ بہت خوبصورت ہیں۔" وہ ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا۔ وہ اس بے اختیار تعریف پر جھینپ گئی۔

"لائٹس آف کر دو۔ مجھے نیند آرہی ہے۔" اُس نے جلدی سے کمفرٹر منہ تک کر لیا۔ مرتاض کا قہقہہ جاندار تھا۔ نتاشہ کا ایسا روپ اُس کے لیے بالکل نیا تھا۔

"اتنا ہینڈ سم شوہر آپ کے سامنے ہیں۔اور آپ کو نیند آرہی ہے۔" وہ جس انداز سے بولا تھا وہ کمفرٹر تلے خود کو مسکرانے سے روک نہ سکی۔آج یہ آدمی کچھ زیادہ ہی اچھا لگ رہا تھا۔

"لاحول ولا قوۃ" وہ زیرِ لب دہرائی۔کانوں میں ابھی تک اُس کی ہنسی کھنک رہی تھی۔

-------★-------

جاری ہے۔

بقیہ حصہ اگلی قسط میں۔

www.novelsclubb.com